﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 21 | 22/شعبان 1435 ہجری قمری ❁ 20/احسان 1393 ہجری شمسی | جمعۃ المبارک 20/جون 2014ء | شمارہ 25

آنکھوں کی عبادت

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اپنی آنکھوں سے بھی عبادت میں حصہ لیا کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا یہ کیسے ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنکھوں سے قرآن کو دیکھنا، اس میں غور وفکر کرنا اور اس کے عجائبات کو سمجھنا۔
(العظمۃ جلد 1 صفحہ 226 حدیث نمبر 12)

خلیفہ وقت کی براہِ راست کسی جگہ موجودگی اپنا ایک علیحدہ اثر رکھتی ہے

خدا تعالیٰ نے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کی اتباع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم الخلفاء، خاتم الاولیاء اور مجدد الف آخر بنا کر بھیجا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی اتباع میں خلافت احمدیہ ہی تجدید دین کے کام کو آگے بڑھانے والی ہے اور آگے بڑھا رہی ہے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی غلامی اور خلافت کی اطاعت میں ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے راستے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی طرح بھی عام مجددین کے زمرے میں شامل کرنا جائز نہیں کیونکہ آپ کا زمانہ اور آپ کا مکان اور آپ کی تجدید دین کی حالت ہر زمانے اور ہر مکان اور تمام قسم کی برائیوں اور بدعات کو ختم کرنے پر پھیلی ہوئی ہے۔

آج خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اس بات پر مہر لگاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد قائم ہونے والا نظام خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہے۔

اس وقت آپ لوگ جو ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھ رہے ہیں اور دنیا میں ہر جگہ ایک ہی وقت میں خلیفہ وقت کے جو خطبات سنے جاتے ہیں، کیا اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کی یہی ایک دلیل کافی نہیں!

اس سے بڑھ کر دین کے معاملے میں اکائی اور تجدید کا نمونہ اور کیا ہوگا کہ دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی ایک اشارے پر اٹھتے اور بیٹھتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے جس طرح عربوں نے اسلام کے پہلے دور میں اپنا کردار ادا کیا تھا اب اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کو دکھانے کے لئے اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں بھی اپنا کردار ادا کریں۔

27/مئی 2014ء کو یومِ خلافت کے بابرکت موقع کی مناسبت سے ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کیے جانے والے عربی پروگرام میں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز پیغام

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود۔ سب سے پہلے تو سب کو اس بات کی مبارک ہو کہ آج خلافت کے ایک سو چھ سال پورے ہوئے۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کا ایک نشان ہے جو ہر سال ہم خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کی صورت میں دیکھتے ہیں اور گزشتہ ایک صدی اس بات کی گواہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں دو قدرتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلی قدرت نبوت اور دوسری قدرت خلافت۔ اور دوسری قدرت کو مزید واضح کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں ہی حضرت ابوبکرؓ کی مثال دی ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک افراتفری کا عالم تھا، ہر طرف پریشانی کا عالم تھا، مسلمانوں کے ایمان متزلزل ہو رہے تھے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھڑا کیا جنہوں نے پھر خوف کو امن کی حالت میں بدل دیا۔ اور پھر آیت استخلاف کے حوالے سے اس کو مزید واضح فرمایا تا کہ واضح ہو جائے کہ خلافت امن کی ضمانت ہے۔ پھر یہ بھی تسلی دلائی کہ واضح ہو کہ میرے جانے کے بعد دوسری قدرت کے نظارے تم دیکھو گے اور یہ دوسری قدرت ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ ان سب باتوں سے کیا سمجھ آتا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حوالہ دے کر، آیت استخلاف کا حوالہ دے کر، دوسری قدرت کے ہمیشہ جاری رہنے کا حوالہ دے کر آپ اپنے بعد خلافت کے جاری رہنے کی خبر ہمیں عطا فرما رہے ہیں۔ آپ کسی مجدد کی بات نہیں فرما رہے جو آپ کی وفات کے فوراً بعد کھڑا ہوگا اور دین کی تجدید کرے گا بلکہ خلیفہ کی بات فرما رہے ہیں۔ میرے بعد ایک نمائندہ ہوگا جس کی تم لوگ بیعت کرو گے۔ آپ نے فرمایا: وہ میرے بعد میرے نام پر تم سے بیعت لے گا۔ نہ ہی آپ نے کسی انجمن کو بیعت لینے کا اختیار دیا۔

اس بارے میں آپ کو ایک حقیقت اور ایک لطیفہ بھی بیان کر دوں کہ ربوہ میں غیر مبائعینِ خلافت جو علیحدہ ہو کر خلافت ثانیہ کے شروع میں لاہور چلے گئے تھے، ان کی نسل میں سے ایک شخص خلافت ثالثہ میں ربوہ آیا اور ترقی اور تنظیم کو دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ واقعی یہ چیزیں ہمارے اندر نہیں ہیں۔ پھر خلافت رابعہ کی ہجرت کے بعد اس کو ربوہ آنے کا اتفاق ہوا۔ وہی نظام تھا، وہی انجمن تھی، وہی لوگ تھے جو کام کر رہے تھے لیکن دیکھ کر کہنے لگا کہ اب

مجھے اندازہ ہوا ہے کہ انجمن سے ویسا نظام نہیں چل رہا جیسا کہ خلیفہ وقت کی موجودگی میں یہاں چل رہا تھا۔ بہر حال خلیفہ وقت کی براہِ راست کسی جگہ موجودگی اپنا ایک علیحدہ اثر رکھتی ہے جس کو دوسرے بھی محسوس کرتے ہیں۔ اور جہاں تک مجدد کا سوال ہے وہ تو میں نے بتا دیا کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرمایا ہے اور جو باتیں بیان فرمائی ہیں ان سے بالکل اس کا ردّ ہوتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بھی بڑا واضح طور پر فرمایا کہ میں مجدد الف آخر ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی اتباع میں خلافت احمدیہ ہی تجدید دین کے کام کو آگے بڑھانے والی ہے اور آگے بڑھا رہی ہے۔ یہ بھی ہمیں تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے اگر مجدد آتے رہے تو ایک وقت میں ایک سے زیادہ بھی مجدد آتے رہے جو زمانے کے لحاظ سے محدود تھے کہ جب چلے گئے تو ان کے ماننے والوں میں پھر بگاڑ پیدا ہو گیا۔ مکان کے لحاظ سے محدود تھے کہ جس علاقے میں تجدید دین کے کام کے سامان کرتے تھے اس حد تک ہی رہتے تھے، اسی علاقے میں محدود تھے۔ اور تجدید دین کے لحاظ سے محدود تھے کہ صرف خاص خاص برائیاں اور خامیاں جو اس علاقے میں مسلمانوں میں پیدا ہو گئیں تھیں ان کی اصلاح کرتے تھے۔ بہت سے ایسے تھے جنہوں نے تجدید دین کا کام کیا لیکن خود اپنے آپ کو مجدد نہیں کہا بلکہ دوسروں نے ان کو مجدد کے طور پر گردانا، ان کو سمجھا اور آگے ان کے بارے میں یہ بتایا کہ وہ مجدد تھے۔

حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے خدا تعالیٰ نے ہم پر جو احسان فرمایا ہے کہ آپ کے اور ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کی اتباع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم الخلفاء، خاتم الاولیاء اور مجدد الف آخر بنا کر بھیجا ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے ہر زمانے کے لئے اور ہر مکان کے لئے اور ہر برائی کو دور کرنے کے لئے، دنیا کے فساد کو دور کرنے کے لئے آئے تھے اسی طرح اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی اتباع میں ان تمام برائیوں کو دور کرنے کے لئے اور آئندہ قیامت تک کے تمام زمانوں کے لئے اور پوری دنیا کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلو ۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی طرح بھی عام مجددین کے زمرے میں شامل کرنا جائز نہیں کیونکہ آپ کا زمانہ اور آپ کا مکان اور آپ کی تجدید دین کی حالت ہر زمانے اور ہر مکان اور تمام قسم کی برائیوں اور بدعات کو ختم کرنے پر پھیلی ہوئی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے اپنے بعد تا قیامت خلافت کے سلسلہ کے قائم ہونے کی ہمیں بشارت عطا فرمائی ہے جو تمام دنیا میں آپ کے کام کو جاری رکھے گا۔ اور یہ خوشخبری اصل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے حوالے سے ہی ہے جس میں آپ نے نبوت کے بعد خلافت راشدہ کے جاری ہونے اور پھر ملوکیت اور بادشاہت کے جاری ہونے اور پھر اندھیرا زمانہ آنے کا نقشہ بیان فرما کر پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی پیشگوئی فرمائی تھی جس نے تا قیامت قائم رہنا تھا۔

پس خلافت کے جاری رہنے کی یہ خوشخبری جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دے رہے ہیں یہ صرف آپ کی زبانی نہیں بلکہ یہ خوشخبری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہم تک پہنچی ہے۔ اور آج خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اس بات پر مہر لگاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد قائم ہونے والا نظام خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہے۔ دنیا میں قرآن کریم کے تراجم کے کام، دنیا میں تبلیغ اسلام کے کام اور لاکھوں انسانوں کا ہر سال حقیقی اسلام کے جھنڈے تلے آنا، کروڑوں انسانوں کا کامل اطاعت کا جؤا بیعت کے بعد اپنی گردنوں پر ڈالنا، کیا یہ کوئی انسانی کوشش سے ہو سکتا ہے؟ اس وقت آپ لوگ جو ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھ رہے ہیں اور دنیا میں ہر جگہ ایک ہی وقت میں خلیفہ وقت کے جو خطبات سنے جاتے ہیں، پروگرام دیکھے جاتے ہیں یہ جماعت احمدیہ کے وسائل کو دیکھتے ہوئے کوئی دنیادار سوچ بھی نہیں سکتا۔ کیا اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کی یہی ایک دلیل کافی نہیں!

دنیاوی لحاظ سے بھی دیکھیں تو آج بہت سے دنیا دار ایسے بھی ہیں جن کا دین سے تو تعلق نہیں لیکن بعض دفعہ رہنمائی کے لئے خلافت احمدیہ کی طرف ان کی نظر ہوتی ہے۔ مجھے دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کی خوبصورت اور پُرامن تعلیم بیان کرنے کا جب موقع ملتا ہے اور دنیا کو یہ بتانے کا موقع ملتا ہے کہ تم لوگ اگر اپنی بقا چاہتے ہو تو ان اصولوں پر چلو، انصاف کو قائم کرو اور دوعملی کی پالیسیوں کو چھوڑو تو تبھی تم امن حاصل کر سکتے ہو اور تبھی تم لوگ اپنی زندگیوں کو سنوار سکتے ہو اور اس دنیا میں اگر تم اپنی بقا چاہتے ہو تو اس کو حاصل کر سکتے ہو۔

ایم ٹی اے کی مَیں نے پہلے بھی بات کی تھی۔ اس بارے میں بتا دوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے ذریعہ سے یہ انعام اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا جو جیسا کہ میں بتا چکا ہوں دنیا کے ہر ملک میں جاری ہے۔ اس نے ایشیا میں بھی، افریقہ میں بھی، یورپ میں بھی، امریکہ میں بھی اور جزائر کے رہنے والوں میں بھی ان کی سوچوں کے دھارے تبدیل کر دیئے ہیں اور وہ سب ایک سمت چلنے والے ہیں گویا کہ جماعت احمدیہ کا مزاج اس وجہ سے ایک ہو کے رہ گیا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ذریعہ تو مقرر کیا لیکن خلافت کی اطاعت اور خلافت سے محبت اور خلافت کے انعام کی حقیقت کو جاننے کی وجہ سے تمام احمدیوں میں یہ روح پیدا ہوئی۔ اس سے بڑھ کر دین کے معاملے میں اکائی اور تجدید کا نمونہ اور کیا ہو گا کہ دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی ایک اشارے پر اٹھتے اور بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس پیغام اور فعلی شہادت کو سمجھنے اور مسیح موعود کی بیعت میں آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے اور خدائے واحد کی بادشاہت دنیا میں قائم کرنے کے لئے ہم اپنا کردار ادا کرنے والے ہوں اور یہ کردار مسلم اُمّہ کو بھی سمجھ میں آ جائے۔

عرب دنیا کی خاص طور پر یہ ذمہ داری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آخری پیغام کو سمجھیں جس میں آپ نے عربی عجمی گورے اور کالے کے فرق کو مٹا دیا تھا۔ پس اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی غلامی اور خلافت کی اطاعت میں ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے راستے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو بھی اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، اس بات کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پیغام کو اپنے اپنے دائرے میں پہنچانے کی بھی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مشن کو پورا کرنے والے ہوں جس کی ذمہ داری خدا تعالیٰ نے آپ پر ان الہامی الفاظ میں ڈالی تھی کہ

"سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلیٰ دِینٍ وَّاحِدٍ"

(تذکرہ شائع شدہ نظارت نشر و اشاعت قادیان دسمبر 2006ء صفحہ 490)

پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے جس طرح عربوں نے اسلام کے پہلے دور میں اپنا کردار ادا کیا تھا اب اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کو دکھانے کے لئے اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں بھی اپنا کردار ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پس آج دنیا میں پھیلے ہوئے تمام عرب احمدی اپنی ذمہ داری سمجھیں کہ آپ نے اپنے اس فرض کو پہلے سے بڑھ کر ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بات میں کوئی شک نہیں اور میں اس کا گواہ ہوں کہ عرب دنیا کے وہ احمدی جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول فرمایا خلافت احمدیہ کے ساتھ انتہائی وفا اور اخلاص اور اطاعت کا تعلق رکھنے والے ہیں۔ پس اس اخلاص اور وفا اور اطاعت کے تعلق کو بڑھاتے چلے جائیں تا کہ ہم جلد سے جلد دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو گاڑ کر دنیا میں اسلام کی حکومت قائم کر دیں۔ جزاک اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ"

پریس ریلیز 08 جون 2014ء

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے Karben جرمنی میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد 'صادق' کا سنگِ بنیاد

جماعت احمدیہ مسلمہ کو یہ اعلان کرتے ہوئے دلی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 7/جون 2014ء کو اپنے دستِ مبارک سے جرمنی کے شہر Karben میں پہلی احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ حضور انور نے اس مسجد کے لئے 'مسجد صادق' کا نام عطا فرمایا۔

اس تقریب کا باقاعدہ آغاز امیر جماعتِ احمدیہ جرمنی جناب عبداللہ واگس ہاؤزر کے استقبالیہ ایڈریس سے ہوا۔ اس کے بعد مختلف مہمانوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا جن میں Phiip von Leonardi کاؤنسلر فار کلچرل انٹیگریشن اور Mario Schafer، چیئر پرسن گرین پارٹی (سٹی پارلیمنٹ) شامل تھے۔

اس تقریب کے مرکزی خطاب میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے Karben کے باشندوں کو سراہا کہ انہوں نے اپنے شہر میں ایسا ماحول پیدا کر رکھا ہے کہ مختلف قومیتوں کے لوگ امن و آشتی کے ساتھ یہاں ایک ساتھ رہ رہے ہیں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس شہر کے باسی محبت کرنے والے اور ہمدرد ہیں۔

اس مسجد کے نام کی مناسبت سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: "اس مسجد کا نام 'مسجد صادق' رکھا گیا ہے۔ اس لئے ہر احمدی کی ہر بات سے اور اس کے طرزِ عمل سے سچائی جھلکتی نظر آنی چاہیے۔ یقیناً جب یہ مسجد تعمیر ہو جائے گی تو مقامی لوگ اس مسجد میں آئیں گے اور دیکھ لیں گے کہ احمدی جو کہتے ہیں اس بات پر خود بھی عمل کرتے ہیں۔"

حضورِ انور نے حبّ الوطنی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا: "ہم یقین رکھتے ہیں کہ اپنے وطن سے وفاداری کرنا ایک سچے مسلمان کی نشانیوں میں سے ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ اپنے عقیدے سے وفا نہیں کرتا۔"

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس خطاب کے بعد 'مسجد صادق' کا سنگِ بنیاد رکھا۔ حضرت آپا جان صاحبزادی امۃ السبوح بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی بنیاد میں اینٹ رکھی۔ بعد ازاں جماعتِ احمدیہ کی مرکزی، ملکی اور مقامی انتظامیہ سے تعلق رکھنے والے ممبران کے علاوہ اس تقریب میں شامل ہونے والے ایک معزز مہمان نے بھی سنگِ بنیاد رکھنے کی سعادت حاصل کی۔

اس تقریب کا اختتام اجتماعی دعا سے ہوا جو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کروائی۔

مزید معلومات کے لئے

media@pressahmadiyya.com

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر303

مکرم سامر الصباغ صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم سامر الصباغ صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کی داستان کے ایک حصے کا ذکر کیا تھا۔موجودہ قسط میں ان کے اس سفر کا مزید احوال درج کیا جاتا ہے۔وہ بیان کرتے ہیں:

امام مسجد سے گفتگو

شام کے شہر حلب میں میرا گھر ایک مسجد کے جوار میں تھا۔ایک روزعصر کی نماز کے بعد میں نے اس مسجد کے امام سے احمدیت کے بارہ میں بات کی لیکن ایسے محسوس ہوا کہ جیسے اسے جماعت کے بارہ میں کچھ علم ہی نہیں ہے۔پھر جب میں نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا نام لیا تو شیخ صاحب جھٹ سے بولے: اچھا توتم اس شخص کے بارہ میں بات کررہے ہو جو ہندوستان میں ظاہر ہوا اور جس نے پہلے امام مہدی اور پھر مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا اور پھر خدائی کا دعویٰ کردیا (نعوذ باللہ)۔ پھراس نے کہا کہ اس بارہ میں بات نہ ہی کروتو بہتر ہے کیونکہ اس شخص نے خلافِ عقل اورناممکن باتوں کا دعویٰ کیا ہے۔پھراس نے جماعت پر افترا پردازی اور الزام تراشی کرتے ہوئے بعض امور بیان کئے جن کامَیں نے اپنے علم کے مطابق ردّ کرتے ہوئے شیخ صاحب سے پوچھا: کیا آپ نے ان کا عربی چینل دیکھا ہے؟

مولوی صاحب:نہیں۔

سامر: کیا آپ نے ان کی کوئی کتاب پڑھی ہے؟

مولوی صاحب:نہیں۔

سامر: کیا آپ نے ان کی زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی سنی ہے؟

مولوی صاحب: کیاواقعی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح بھی کرتے ہیں؟

سامر: خدا کی قسم میں نے ان کی باتیں سنی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں ان کا کوئی ثانی نہیں دیکھا۔ نیز میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ان کے شعر پڑھے ہیں اور یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ ایسے خوبصورت شعر نہ مَیں نے کبھی پڑھے ہیں نہ سنے۔

مولوی صاحب میری باتیں سن کر نہایت متعجب ہوئے لیکن میری طویل ترین گفتگو کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے مَیں کسی اندھے بہرے شخص کو کچھ دکھانے اور سمجھانے کی ناکام کوشش کررہا ہوں۔

آخری سوال

میری باتیں سن کر بالآخر مولوی صاحب نے وہی سوال کیا جو تمام مولوی ایسی صورتحال میں کرتے ہیں یعنی: تمہارے پاس دینی علوم کی کونسی ڈگری ہے؟ اورتم نے دینی تعلیم کہاں حاصل کی ہے؟

میں نے عرض کیا کہ نہ تو میں کسی یونیورسٹی کا فارغ التحصیل ہوں نہ ہی میں نے شرعی علوم میں کوئی ڈگری حاصل کی ہے بلکہ میں تو اپنا کاروبار کرتا ہوں۔ یہ سنتے ہی مولوی صاحب نے مجھے پھٹی ہوئی آنکھوں سے اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ اگر تمہارے پاس ڈگری نہیں توتمہیں ان مسائل کے بارہ میں بات کرنے کی جرأت کیسے ہوئی؟

ٹھیکیداری ہے پر ذمہ داری نہیں

مولوی صاحب کے بار بار جماعت احمدیہ اوراس کے عقائد سے دُور رہنے کی نصیحت کے پیشِ نظر میرے ذہن میں بھی اچانک ایک سوال آیا اور میں نے جرأت کرتے ہوئے مولوی صاحب سے پوچھا کہ: اگر امام مہدی کا یہ دعویدار سچا نکلا تو کیا آپ روزِمحشر خدا کے سامنے میرے اس پر ایمان نہ لانے کی ذمہ داری قبول کریں گے؟ کیا آپ مجھے یہ حق دیتے ہیں کہ مَیں خدا کے سامنے اپنی اوراپنی اولاد کی گمراہی کا آپ کو ذمہ دار ٹھہرا کر عرض کروں کہ مَیں آپ کے پاس آیا تھا لیکن آپ نے مجھے صحیح راستہ اختیار کرنے سے روک دیا تھا؟

مولوی صاحب میرے اس سوال کو سنتے ہی سوچ میں پڑ گئے اور کچھ دیر کے بعد بولے کہ اس قدر بڑی ذمہ داری بھلا کون اٹھا سکتا ہے؟ تم مجھے اس جماعت کی کتب اورعقائد کے بارہ میں موادفراہم کرو پھرہی میں اس بارہ میں کچھ کہہ سکوں گا۔

میں نے جماعت کی عربی ویب سائٹ سے تقریباً دوسو صفحات پر مشتمل موادنکالا اورتقریباً ایک سو صفحات پر مشتمل حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے شعروں پر مبنی مواد بھی ساتھ دے دیا،اورمولوی صاحب کی رائے کا انتظار کرنے لگا۔لیکن اس کے بعد یوں ہوا کہ باوجود کوشش کے مولوی صاحب سے بات نہ ہوسکی بلکہ وہ ہر دفعہ ہی پہلو بچا کرنکل جاتے یا کوئی بہانہ کرکے ٹال دیتے۔

تفہیمات

میرے دل میں حق جاگزیں ہو چکا تھا۔ جب ایسی حالت میں جماعت کی صداقت کے مزید دلائل پرغور کیا تو وہ ایسے روشن اور واضح تھے کہ ایک منصف اورمتلاشی حق جسے اللہ تعالیٰ نے بصیرت عطا فرمائی ہو ان کا انکارنہیں کرسکتا تھا۔

☆ ایم ٹی اے العربیہ کے پروگرامز دیکھنے سے مجھے پتہ چلا کہ جو کچھ جماعت نے پچھلے سوسال میں کیا ہے اتنا کام ساری امّت اسلامیہ نے مل کر بھی نہیں کیا۔ بلکہ اس کے برعکس امت تفرقہ اور جھگڑوں کا ہی شکار رہی ہے۔ایسی صورت میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا یہ شعران کے حال کی خوب عکاسی کرتا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

وَ قَدْ صُبَّتْ عَلَيْكُمْ كُلُّ رُزْءٍ
فَمَا فِيْ بَيْتِكُمْ اِلَّا الرَّدَاحُ

اورتم پر ہر مصیبت ڈالی گئی ہے۔ پس تمہارے گھروں میں سوائے ظلمت کے کچھ باقی نہیں رہا۔

☆ اللہ تعالیٰ تو قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ {وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾ (النساء: 141) یعنی اللہ تعالیٰ کافروں کے مومنوں پر غلبہ کی کوئی سبیل پیدا نہیں فرمائے گا۔لیکن مومن ہونے کے دعویدار مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔ یہاں تو ہر طرف کافروں کے مومنوں پر غلبہ کی صورت نظر آ رہی ہے۔دوسری طرف جماعت احمدیہ ہر طرح سے دلائل کے ساتھ غلبہ اور ترقی حاصل کرتے ہوئے کامیابیوں کی منازل طے کرتی جارہی ہے۔ یقیناً خدا کا کلام سچا ہے اور حقیقی مومن وہی ہے جس پر اس آیت کا اطلاق ہوتا ہے۔

☆ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ ...... وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِن بَعْدِ خَوفِهِمْ أمنًا (سورة النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا......اوران کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا،ضرور تمکنت عطا کرے گا اوران کے خوف کی حالت کو ضرور امن کی حالت میں بدل دے گا۔

اگر یہ وعدہ مسلمانوں سے ہے تو پھر پورا کیوں نہیں ہوا؟ اگر دیگر مسلمان خلافت احمدیہ کو تسلیم نہیں کرتے تو پھر کہاں ہے وہ خلیفہ جو اس وعدہ کا مصداق ہے؟ اور کہاں ہے وہ جماعتِ مومنین جو خلافت کی پیروی کررہی ہے؟ اور کہاں خوف کی حالت امن سے بدلی جارہی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ آج مسلمان سب سے زیادہ خوف کی حالت میں جی رہے ہیں یہاں تک کہ پُرامن لوگ مسلمانوں کے ملکوں میں جاتے ہوئے خوف کھاتے ہیں۔کیا یہ وعدہ آج کے مسلمانوں سے تھا؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ اور اگر تھا تو پورا کیوں نہیں ہوا؟ امّت کی حالت یہ ہے کہ بے سروپا باتوں، بدعتوں اوراخلاقی ودینی انحرافات میں غرق ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حقیقی نسبت کی مستحق نہیں رہی، اورآج مسلمانوں میں ظلم وسفّاکیت کا دَوردورہ ہے۔اسی وجہ سے کوئی وعدہ ان کے حق میں پورا نہیں ہوا۔قرآن کریم تو کہتا ہے کہ: ﴿الَّذِينَ آمَنُواْ وَلَمْ يَلْبِسُواْ إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُوْلَـئِكَ لَهُمُ الأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ﴾ (الأنعام:83) یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اورانہوں نے اپنے ایمان کو کسی ظلم کے ذریعے مشکوک نہیں بنایا یہی وہ لوگ ہیں جنہیں امن نصیب ہوگا اوروہ ہدایت یافتہ ہیں۔

مسلمان تو اس کے اول المخاطبین تھے، پھرانہیں ہی یہ امن کیوں نصیب نہ ہوا؟ اس کے برعکس مختلف عذابوں کا نزول اس آیت کی طرف توجہ دلا رہا ہے کہ:﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (الإسراء:16) یعنی ہم ہرگز عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں۔

کیا مسلمانوں کی یہ حالت بتا نہیں رہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک رسول بھیجا ہے جس کے انکار کی وجہ سے ان پر یہ حالت طاری ہے؟

بیعت کا فیصلہ

ان تمام سوچوں کے بعد جب میں نے جماعت احمدیہ اوراس کے کاموں پر ایک نظر ڈالی تو اس کا کوئی ثانی نہ پایا۔ایسی جماعت جو پوری دنیا میں نہ صرف امن کی داعی ہے بلکہ اس کے قیام کے لئے سب سے زیادہ کوشش کررہی ہے۔ جو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا شعار بلند کرتی ہے۔ جو دنیا میں اسلام کی تعلیمات اورتوحید کا جھنڈا بلند کرنے کا عزم لئے ہوئے بڑی تیزی سے بڑھتی چلی جارہی ہے اور ہر میدان میں فتوحات حاصل کرتی جارہی ہے۔

یہ سب کچھ سوچنے کے بعد میرے پاس بیعت کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا۔ رات کو کئے گئے اس فیصلہ کے بعد جب صبح ہوئی اور میں نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد سویا تو ایسے محسوس ہوا کہ ایک آواز نے مجھے جگا دیا۔کوئی کہہ رہا تھا: اٹھو! میں نے رؤیا میں ہی اٹھ کر ادھر ادھر نگاہ دوڑائی لیکن مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ایسے میں دوبارہ وہی آواز آئی۔ میں رؤیا میں ہی اٹھا اور غسل کیا پھر بڑے تضرع اور خشوع کے ساتھ دو رکعت نفل ادا کئے۔ایسی حالت میں پھر وہی آواز آئی کہ اپنا ہاتھ بڑھاؤ اور میری بیعت کرو کیونکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام امام مہدی ہوں اور جس نے میری بیعت کی وہ ہمیشہ کی برکتوں سے حصہ پا گیا۔

اس واضح راہنمائی کے بعد میں جلدی سے کمپیوٹر کی طرف لپکا اور انٹرنیٹ سے بیعت فارم نکال کر پُر کیا اور 16/اکتوبر 2008ء کو اپنی بیعت ارسال کر دی۔ جب خلیفہ وقت کی طرف سے میری قبولِ بیعت کا خط موصول ہوا تو اس وقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ میں نے یہ خط سب بہن بھائیوں کو دکھایا۔اور پھر اسے فریم کرا کے اپنے کمرے کی دیوار پر آویزاں کر دیا۔

بیوی کا موقف

میری بیوی روزانہ مجھے ایم ٹی اے لگا کر ٹی وی سکرین کے سامنے بیٹھے ہوئے دیکھا کرتی تھی۔وہ اکثر مجھ سے پوچھتی کہ یہ کون لوگ ہیں اور اتنی گرما گرم بحثیں کیوں کررہے ہیں۔ میں جب اسے بتاتا تو وہ اس میں کوئی خاص دلچسپی نہ لیتی بلکہ میرے ہروقت ایم ٹی اے دیکھنے کی وجہ سے اکثر مجبور ہوکر دوسرے کمرے میں چلی جاتی۔

میں نے بیعت کرتے وقت بھی اسے بتا دیا تھا کہ میں جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کرنے لگا ہوں۔اس وقت تو اس نے کوئی تبصرہ نہ کیا۔لیکن بیعت کے بعد جب میری باتوں کا محور جماعت احمدیہ کے عقائد اور اس کی کامیابیوں کا بیان ہی بن گیا تو اسے کسی قدر تنگی محسوس ہونے لگی۔ جب میری بیعت کے خط کا جواب آیا تو میں اسے اپنی بیوی کے پاس لے گیا۔میری خواہش تھی کہ وہ میری اس خوشی میں شریک ہوتی۔لیکن اس کی بجائے اس نے مجھ سے یہ عجیب سا سوال کر دیا کہ کیا اب اُسے بھی مجبورًا اس جماعت میں شامل ہونا پڑے گا؟ میں نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں۔ جبر واکراہ سے تو کوئی عقیدہ کسی کے دل میں نہیں ڈالا جاسکتا۔ ہاں اتنا کہتا ہوں کہ تم ایم ٹی اے دیکھا کرو اور اگر اس بارہ میں کوئی سوال ہو تو مجھ سے پوچھ سکتی ہو،اوراگر تحقیق کے بعد تمہارا دل مانے تو تمہیں اس جماعت میں شامل ہو جانا چاہئے۔لیکن یہ سب کچھ سننے کے بعد اس کا جواب نفی میں تھا۔وہ کہنے لگی کہ ہم مسلمان اور مومن ہیں اس لئے ہمیں کیا ضرورت ہے کہ کسی ایسی جماعت میں شامل ہوں جسے ہمارے معاشرے میں لوگ جانتے بھی نہیں۔

میں نے بڑے اطمینان سے جواب دیا کہ فیصلہ تمہارے اختیار میں ہے۔تمہارا خاوند ہونے کی حیثیت سے ہر خیر کے بارہ میں تمہیں بتاتے رہنا میرا فرض ہے۔ وقتاً فوقتاً مختلف طریقوں سے جماعتی عقائد کی بات کرنے کے باوجود میری اہلیہ احمدیت کی طرف مائل نہ ہوئی۔

{لیکن بعد میں کچھ ایسا ہوا کہ انکی اہلیہ بھی بفضلہ تعالیٰ احمدیت کی آغوش میں آ گئیں۔اس کا احوال اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔(ندیم)}

(باقی آئندہ)

اُسوۂ کامل صلی اللہ علیہ وسلم

(تقریر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
فرمودہ 26 نومبر 1933ء برموقع جلسہ سیرۃ النبیؐ بمقام قادیان)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"اصل مضمون شروع کرنے سے قبل میں ایک تحریر کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جو اِسی وقت مجھے دی گئی ہے۔ اِس پر چند ہندو اصحاب کے دستخط ہیں اور اُنہوں نے شکایت کی ہے کہ آج ایک جلوس اُن کی گلیوں میں سے گزرا جس کا پہلے دستور نہ تھا اور کہ اس میں شامل ہونے والے بعض طالب علموں کا رویہ ناپسندیدہ تھا۔ پیشتر اِس کے کہ میں یہ معلوم کروں کہ ان کے رویہ میں کیا ناپسندیدگی تھی جس کے متعلق اگر وہ مجھے بعد میں اطلاع دیں گے تو میں ہر ناپسندیدہ رویہ کا نوٹس لوں گا۔ لیکن عام نصیحت مَیں تحقیق سے پہلے ہی کر دیتا ہوں کہ اگر کسی نے کوئی ناپسندیدہ حرکت کی تو یہ بہت ہی ناپسندیدہ بات تھی۔ یہ دن ہم نے اِس بات کی تیاری کے لیے مقرر کیا ہے کہ مختلف اقوام میں صلح و آشتی کی بنیاد بن سکے۔ اور وہ دن جسے ہم اقوام میں صلح کی بنیاد بنانا چاہتے ہیں اور جسے ہم آہستہ آہستہ اِس صورت میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں کہ سب مذاہب کے بزرگوں کو اچھے ناموں سے یاد کیا جائے تا مختلف مذاہب کے ماننے والوں میں جو کدورت ہے وہ دور ہو اور پیار بڑھے اُس دن کسی کا دل دُکھانا جو پہلے ہی اسلامی تعلیم کے رو سے ناپسندیدہ بات ہے اور مسلمان کو اُس بات سے جس سے دوسرے کو دُکھ ہو مجتنب رہنے کا حکم ہے، خصوصیت سے ناپسندیدہ بات ہے۔ اور اُس دن بالخصوص اِس بات کا لحاظ کرنا چاہیے کہ ایسی بات نہ کی جائے جس سے کسی کا دل دُکھے۔

اُن کے اِس شکوہ کے متعلق کہ جلوس اُن کی گلیوں میں سے گزرا جس کا پہلے دستور نہ تھا مَیں اپنا خیال ظاہر کر دیتا ہوں۔ اور میرا اپنا خیال یہ ہے کہ یہ تنگ دلی ہم سب قوموں کو مٹا دینی چاہیے۔ میرے نزدیک جب تک ہندو بازار، مسلم بازار اور ہندو محلّہ، مسلم محلّہ کی تفریق باقی ہے ہمارے اندر محبت سے ایک دوسرے کی طرف بڑھنے کی جستجو پیدا ہی نہ ہوگی۔ ان مصنوعی حد بندیوں کی وجہ سے قلوب میں ایسی گرہیں رہیں گی کہ جو ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ ملنے سے روکیں گی۔ جو چیز قلوب کو مجروح کرتی ہے وہ خواہ ہندو محلّہ میں کی جائے یا مسلم محلّہ میں وہ بہر حال بُری ہے۔ اگر ہندو اپنے محلّہ میں مسلمانوں کو گالیاں دیں یا مسلمان اپنے محلّہ میں ہندوؤں کو بُرا بھلا کہیں تو یہ تو بے شک صحیح ہے کہ چونکہ ایک دوسرے کی گالیوں کو ایک دوسرے نے سنا نہیں اس لیے جوش نہیں پھیلے گا اور فساد نہیں ہوگا۔ لیکن فساد اصل دل کا ہوتا ہے۔ اگر اپنی اپنی جگہوں پر دروازے بند کر کے بلکہ کوٹھڑیوں میں اور اس سے بھی بڑھ کر ایک دوست دوسرے کے کان میں بلکہ اپنے ہی دل میں ایک دوسرے کو گالیاں دے تب بھی یہ فعل ویسا ہی بُرا ہوگا۔ کیونکہ اپنے دل میں گالی دینے والے کا دل تو خراب ہو گیا اور ایسے دل میں محبت کی بنیاد قائم نہیں ہو سکتی اس لیے اگر قلوب کی درستی کو مدنظر رکھا جائے تو ایک دوسرے کو گالی دینے یا بُرا بھلا کہنے کے لیے ظاہر و باطن یا اپنے اور پرائے محلّہ کی حد بندی کوئی نہیں۔ لیکن اگر دل شکنی نہ کی جائے اور ہندو جلوس ہمارے محلّہ سے گزر جائے تو اِس میں خرابی ہی کیا ہے۔ اور اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے۔ یا اگر ہمارا جلوس بغیر کسی دل شکنی کے ہندو محلّہ میں سے گزر جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔

لیکن یہ میرا اپنا خیال ہے اور جب تک سب کے اندر یہ وسعتِ قلبی پیدا نہیں ہوتی اُس وقت تک اگر کوئی اعتراض کرتا ہے تو چاہیے کہ اُس محلّہ کو چھوڑ دیا جائے۔ لیکن میری اپنی رائے یہی ہے کہ صلح و آشتی کے لیے ہمیں یہ تنگ دلی دور کر دینی چاہیے۔ اور جن چیزوں میں ہمارے مذاہب نے دائرے قائم نہیں کیے مثلاً ہندو محلّہ یا مسلم محلّہ کسی مذہب نے نہیں بتایا تو ہم خواہ مخواہ نئی حد بندیاں کیوں کریں۔ ہندوستان میں تمام لڑائیاں ایسی ہی تنگ دلانہ ذہنیت میں پیدا ہوتی ہیں جس کا مَیں ہمیشہ سے مخالف رہا ہوں۔

ہماری چھوٹی مسجد کے نیچے سے ہندو، مسلم، سکھ باراتیں باجا بجاتے ہوئے گزر جاتی ہیں اور نماز کے وقت بھی جبکہ مَیں نماز پڑھا رہا ہوتا ہوں گزرتی ہیں۔ لیکن میں نے انہیں کبھی نہیں روکا۔ بلکہ بعض لوگوں نے روکنا چاہا تو میں نے انہیں بھی منع کیا۔ اگر کوئی شخص باجے سے ہماری توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے تو دین کی طرف ہماری توجہ ہی کیا ہوئی۔ چاہیے کہ ہم دین میں ایسے مگن ہوں کہ کوئی چیز ہمیں اپنی طرف متوجہ نہ کر سکے۔ مجھے تو کبھی اِس کا احساس نہیں ہوا۔ بلکہ اگر کسی کو ہوا تو میں نے اسے بھی منع کیا اور یہی کہا کہ یہ گلی گزرنے کی ہے۔ اور اب تک اس میں سے ہندو، سکھ مسلمان سب کی باراتیں گزرتی ہیں۔ یہاں کی بھی اور باہر کی بھی۔ اور میرا خیال ہے کہ یہی ذریعہ صلح کا ہے۔ ناپسندیدہ باتیں خواہ ہندو محلّہ میں ہوں یا اپنے محلّہ میں ہر حال میں ناپسندیدہ ہیں۔ فساد کے خیال سے اگر دوسرے کے محلّہ میں جا کر کوئی ایسی بُری حرکت کی جائے تو یہ زیادہ بُری بات ہے۔ لیکن جو بات ہے ہی ناپسندیدہ اُسے اپنے محلّہ میں بھی نہیں کرنا چاہیے۔

اس لیے میں بغیر تحقیق کے ہی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی نے کوئی حرکت کی ہے تو توبہ کرے۔ اور اگر نہیں کی تو آئندہ کے لیے مزید احتیاط کرے۔ اگر کوئی قوم پسند نہیں کرتی تو اس کی گلی میں سے نہ گزرا جائے۔ لیکن پھر بھی میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ طریق صلح کا نہیں۔ اِس سے ہر جگہ اور ہر قوم میں فساد ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی ہی باتوں سے ہندو، مسلمانوں میں اور مدراس کے علاقے میں عیسائیوں اور ہندوؤں کے مابین فساد ہوتے رہتے ہیں۔ یہ خیال کہ ہماری مسجد یا محلے میں سے کوئی گزر جائے تو یہ ہتک ہے قطعاً غلط ہے۔ اگر وہ ہمارا بھائی ہے تو اِس میں ہتک کی کیا بات ہے۔ لیکن جب تک دل نہیں بدلتے اور کسی کو دُکھ ہوتا ہے اُس وقت تک اگر ہم چھوڑ ہی دیں تو کیا حرج ہے۔

اِس کے بعد میں اِس غرض کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جس کے لیے یہ جلسہ منعقد کیا گیا ہے۔ اس میں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تفصیلی واقعات تو کسی صورت میں بیان نہیں ہو سکتے کیونکہ وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ سردیوں کے دن ہیں۔ اول تو عصر و مغرب کی نمازوں کے درمیان وقفہ ہی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کا ہوتا ہے۔ اس میں سے کچھ وقت یہاں پہنچنے میں لگ جاتا ہے کچھ تلاوت و نظم میں۔ پھر کھڑے ہونے اور تمہید میں کچھ صَرف ہو جاتا ہے اور صرف پندرہ بیس منٹ باقی بچتے ہیں۔ اور کون ہے جو اِس قدر قلیل عرصہ میں اس بحرِ ناپیدا کِنار کو تیر کر گزر سکے۔ صرف اِتنا ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعض اعمال کو بیان کیا جائے تا ماننے والوں کے علم اور محبت میں زیادتی ہو اور دوسروں میں منافرت کم ہو۔

آج میں اِس امر کے متعلق کچھ بیان کروں گا کہ دنیا میں جتنے مذاہب ہیں وہ وصلِ الٰہی کو ہی اصل مقصد قرار دیتے ہیں۔ ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، زرتشتی، یہودی، مجوسی ہر ایک اپنے مذہب کا اصل مقصد وصالِ الٰہی ہی بتاتے ہیں۔ لیکن وہ سب کے سب اِس وصال کو مرنے کے بعد قرار دیتے ہیں۔ مثلاً سناتنیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد کامل انسان خدا تعالیٰ میں جذب ہو جاتے ہیں۔ آریہ کہتے ہیں کہ وہ لمبے عرصہ کے لیے خدا تعالیٰ کے قُرب میں چلے جاتے ہیں۔ بدھوں کا بھی ایسا ہی عقیدہ ہے۔ یہودیوں میں سے بعض تو قیامت کے قائل ہی نہیں۔ جو قائل ہیں وہ یہی سمجھتے ہیں۔ زرتشتی، مسلمان، غرضیکہ سب کا یہی خیال ہے اور سب نے اس وصال کا زمانہ بَعْدَ الْمَوت رکھا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ انسان سفر میں ہو تو بھی اپنے لئے کچھ نہ کچھ سامان ضرور کرتا ہے۔ اس لئے دنیا میں بھی جو بطور سفر ہے وصالِ الٰہی کی کوئی تجاویز ہونی چاہئیں۔ اور اِس پر سب مذاہب کا اجماع ہے کہ جب تک انسان حقیقی قُربِ الٰہی حاصل کرے اُس وقت تک اس کی صفات کو اپنے اندر جذب کرے تو یہ بھی ایک قسم کا قرب ہے۔ مثلاً روزہ کیا ہے؟ یہی کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرح ایک وقت کے لیے کھانے سے ہاتھ اُٹھا لے۔ پھر نماز ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ بغیر کسی شریک، ساتھی اور رشتہ دار کے ہے اِسی طرح انسان بھی ایک وقت کے لئے اپنے ساتھیوں اور رشتہ داروں سے الگ ہو جائے۔ اور اس طرح سب مذاہب میں کچھ نہ کچھ عبادات ہیں۔ اور سب مذاہب اِس امر پر متفق ہیں کہ اصل مقصد انسانی زندگی کا قُربِ الٰہی ہے۔ اور دنیا میں اس کی مثال اللہ تعالیٰ کی صفات کا دل میں پیدا کرنا ہے۔ اور کامل انسان وہی ہوگا جو زیادہ سے زیادہ صفاتِ الٰہی اپنے وجود میں ظاہر کرے گا۔

آج کے مضمون میں مَیں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے کاموں میں سے اِسی کام کو لیتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ آپؐ نے **صفاتِ الٰہی کو جس قدر اپنے اندر جذب کیا ہے اُس کی مثال اور کہیں نہیں مل سکتی۔ اور اِسی غرض سے میں نے شروع میں سورۃ فاتحہ پڑھی ہے۔**

اِس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی چار صفات بیان کی گئی ہیں۔ پہلی رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ہے۔ جس طرف دیکھو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کام کر رہی ہے۔ زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، مشرقی، مغربی، گورے، کالے، ایشیائی، یورپین سب اُس کی ربوبیت کے نیچے ہیں اور وہ چھوٹے بڑے، امیر غریب سب کی ربوبیت کرتا ہے۔

دوسری صفت رَحْمٰن ہے یعنی جتنی طاقتیں انسان کے اندر ہیں ان کے استعمال کے بیرونی سامان بھی مہیا فرماتا ہے۔ دنیا کی حکومتوں میں یہ بات نہیں۔ مثلاً یونیورسٹی ہے۔ وہ علم بڑھانے کا سامان تو کرتی ہے مگر یہ نہیں کہ بعد میں نوکری بھی ضرور دے۔ وہ کہتی ہے کہ ہم نے پڑھا دیا اور اب جاؤ اپنے لئے روزگار تلاش کرو۔ وہ خالی علم دیتی ہے، اس کے استعمال کے ذرائع نہیں دیتی۔ مگر اللہ تعالیٰ رحمٰن ہے یعنی وہ قوتوں کے استعمال کے ذرائع بھی ساتھ دیتا ہے۔ ہر چیز جو اُس نے پیدا کی ہے اُس کے مقابل ایک ذریعہ اُس کے استعمال کا بھی بنایا ہے۔ مثلاً آنکھ ہے۔ اس کے لیے روشنی ضروری ہے تاکہ وہ دیکھ سکے اس لئے اس نے سورج پیدا کیا۔ پھر یہ ضروری ہے کہ آنکھ خوبصورت اشیاء کو دیکھے تا اُس میں طراوت پیدا ہو۔ اور اس نے خوبصورت مناظر، سبزیاں، خوبصورت انسان، چرند، پرند، درخت، بیل بوٹے وغیرہ اشیاء پیدا کر دیں۔ پھر اُس نے کان دیئے ہیں مگر یہ نہیں کہا کہ آوازیں خود پیدا کرو بلکہ آواز بھی ساتھ ہی پیدا کر دی ہے۔ پھر آوازوں کے سننے میں بھی بے شمار فرق ہیں۔ اگر سب کی آواز ایک سی ہوتی تو امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا۔ لیکن اِس قدر باریک فرق ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ گاڑی آتی ہے، گھوڑا آتا ہے، لیکن کان دونوں کے شور کو پہچان لیتے ہیں۔ پھر ہر انسان کی آواز میں کچھ نہ کچھ فرق ہے۔ تو اتنے امتیاز ہیں کہ اگر اِنہی کو دیکھا جائے تو کان کے لاکھوں کام نظر آتے ہیں۔ پھر چُھونے کی طاقت دی ہے مگر یہ نہیں کہا کہ اس کے لیے کام خود تلاش کرو بلکہ چُھونے کے لیے چیزیں بھی پیدا کر دی ہیں۔ کوئی نرم چیز ہے کوئی سخت، کوئی پھِسلنی اور کوئی کُھردری۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی کئی اقسام ہیں۔ نرمی میں بھی ہزاروں فرق ہیں۔ ہم ریشم پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ پھر ربڑ پر رکھتے ہیں اور اگرچہ دونوں نرم ہیں مگر ہماری چُھونے کی طاقت دونوں میں ایک امتیاز قائم کرتی ہے اور اس طرح نرمیوں میں بھی ہزاروں امتیاز ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت نے جو طاقتیں انسان کو دی ہیں ان کے استعمال کے ذرائع بھی ساتھ ہی پیدا کر دیئے ہیں۔ مگر دنیوی حکومتیں ایسا نہیں کرتیں۔

اِن کی مثال تو ایسی ہے کہ کہتے ہیں کوئی شخص شکار کے لیے گیا اور ایک خرگوش مار کر لایا۔ جب گھر کے قریب پہنچا تو خیال کیا کہ میرا کنبہ تو بہت ہے چھوٹے چھوٹے بچے، بہن بھائی ہیں ایک خرگوش اگر مَیں گھر لے گیا تو وہ آپس میں لڑیں گے اس لیے بہتر ہے کہ باہر ہی کسی کو دے جاؤں۔ پاس سے کوئی سادھو گزر رہا تھا۔ اُس نے سوچا کہ اسے ہی دے جاؤں اور اِس خیال سے اُسے پوچھا کہ سادھو جی خرگوش کھا لیتے ہو؟ مگر اس کے جواب دینے سے پہلے اسے خیال آیا کہ بچے بوٹیوں پر تو پکنے کے بعد لڑیں گے لیکن اگر میں باہر ہی دے گیا تو گھر پہنچتے ہی سب پوچھیں گے ہمارے لئے کیا لائے؟ اور پھر انہیں کیا جواب دوں گا۔ اس لیے بہتر ہے کہ گھر لے جاؤں۔ سادھو نے اُس کے سوال کے جواب میں کہا کہ ہاں مل جائے تو کھا ہی لیتے ہیں۔ اِس پر وہ کہنے لگا کہ اچھا پھر مار مار کر کھایا کرو۔ تو دنیا کی حکومتوں کی مثال ایسی ہی ہے۔ وہ ساری امیدیں پیدا کرنے کے بعد یہ کہہ دیتی ہیں کہ مار مار کر کھایا کرو۔ اِسی لیے تعلیم یافتہ نوجوان جن کے متعلق کسی نے کہا ہے کہ

ایم۔اے بنا کے کیوں میری مٹی خراب کی

کہتے ہیں کہ اچھا پھر پہلے تمہیں ماریں گے۔ اور وہی تعلیم یافتہ لوگ جنہیں حکومت نے پڑھا کر ان کے لیے کام کرنے کے سامان مہیا نہیں کئے تھے وہ پھر اُسی کے ارکان کو مارنے لگ جاتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کا ایک احسان اور بہت بڑا احسان جس نے جماعت احمدیہ کو ایک اکائی میں پرویا ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جاری نظام خلافت ہے

وہ جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام و مرتبہ کو سمجھتی ہے وہ بہرحال اس بات کا ادراک رکھتی ہے کہ خلافت سے جڑ کر رہنا ہی اصل چیز ہے۔ اسی سے جماعت کی اکائی ہے۔ اسی سے جماعت کی ترقی ہے۔ اسی سے دشمنانِ احمدیت اور اسلام کے حملوں کے جواب کی طاقت ہم میں پیدا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اب اسلام کی اس نشأۃ ثانیہ میں خلافت کے نظام سے وابستہ ہے۔

ہر یوم خلافت جو ہم مناتے ہیں ہمیں اپنی دعاؤں اور عبادتوں اور توحید پر قائم رہنے اور توحید کو پھیلانے کے معیاروں کو ماپنے کی طرف توجہ دلانے والا ہونا چاہئے۔ ورنہ اگر یہ نہیں، اگر ہمارے معیار اللہ تعالیٰ سے تعلق میں پہلے سے بلند نہیں ہو رہے تو جلسے، تقریریں، علمی باتیں اور خوشیاں منانا کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ پس اس روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ دعاؤں کی طرف ہماری توجہ ہوگی، توحید کی حقیقت کو سمجھنے کی طرف ہماری نظر ہوگی تو ہم میں سے ہر ایک ان فضلوں کا وارث بنے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا

جیسا کہ میں نے بتایا خلافت سے وابستہ رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے اور پریشانیوں سے نجات پانے اور امن کی حالت میں آنے والوں کے لئے، اللہ تعالیٰ نے دعاؤں اور عبادتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس یہی ہمارے اصل ہتھیار ہیں جن پر ہم مکمل اور مستقل انحصار کر سکتے ہیں۔

دشمن کے منصوبے بہت خطرناک ہیں۔ دنیاوی نظر سے دیکھیں تو بظاہر خوفناک صورتحال نظر آتی ہے؛ خاص طور پر مسلمان ممالک اور پاکستان میں تو خصوصی طور پر۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو سب قدرتوں کا مالک ہے۔ وہ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن ہے۔ دشمن کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ان سب کے مکر اُن پر الٹائے جائیں گے۔ لیکن ہمیں دعاؤں اور استغفار کی طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ اپنی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے بھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی فتوحات کو سنبھالنے کے لئے بھی ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب ابن مکرم چوہدری فرزند علی صاحب آف امریکہ کی ربوہ میں شہادت۔ شہید مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

یہ شہید تو اپنی زندگی میں بھی کامیابیاں دیکھتا رہا اور مخلوق خدا کی خدمت کرتا رہا اور موت بھی ایسی پائی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے دائمی زندگی دے گی۔

اس پیارے شہید نے ربوہ کی زمین پر اپنا خون بہا کر ہمیں دعاؤں اور تدبیروں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس اس طرف بہت توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کے احمدی بھی پاکستانی احمدیوں کے لئے بہت دعائیں کریں کیونکہ وہ انتہائی ناقابل برداشت حالات میں اب رہ رہے ہیں اور یہ حالات جو ہیں یہ شدت اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر چلے گی اور انشاء اللہ ضرور چلے گی تو ان کے نام و نشان مٹ جائیں گے۔ نہ ظلم کرنے والے رہیں گے اور نہ ظلم کی پشت پناہی کرنے والے رہیں گے۔ پس ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں، بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ عوام الناس کو بھی علماء کے چنگل سے نکالے اور یہ حقیقت کو سمجھیں اور زمانے کے امام کو پہچاننے والے ہوں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 30 رمئی 2014ء بمطابق 30 ہجرت 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا ایک احسان اور بہت بڑا احسان جس نے جماعت احمدیہ کو ایک اکائی میں پرویا ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جاری نظام خلافت ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ کے گزشتہ 106 سال اس بات کے گواہ ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جیسا کہ آپ علیہ السلام نے رسالہ الوصیۃ میں بیان فرمایا تھا افراد جماعت نے کامل اطاعت کے ساتھ نظام خلافت کو قبول کیا۔ دنیا میں بسنے والا ہر احمدی چاہے وہ کسی قوم یا ملک سے تعلق رکھتا ہے اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے ساتھ جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ شروع ہونا تھا اس سے جُڑ کر رہنا اس کا سب سے بڑا فریضہ ہے۔ مَیں ان لوگ کی بات نہیں کر رہا جو شروع میں علیحدہ ہو گئے اور ان کی اب حیثیت بھی کوئی نہیں۔ جو جماعت احمدیہ کی اکثریت ہے، وہ جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام و مرتبہ کو سمجھتی ہے وہ بہرحال اس بات کا ادراک رکھتی ہے کہ خلافت سے جڑ کر رہنا ہی اصل چیز ہے۔ اسی سے جماعت کی اکائی ہے۔ اسی سے جماعت کی ترقی ہے۔ اسی سے دشمنانِ احمدیت اور اسلام کے حملوں کے جواب کی طاقت ہم میں پیدا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اب اسلام کی اس نشأۃ ثانیہ میں خلافت کے نظام سے وابستہ ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا

چاہئے کہ صرف زبانی ایمان کا اعلان اللہ تعالیٰ کے فضل حاصل کرنے والا نہیں بنا دیتا بلکہ آیت استخلاف میں جہاں اللہ تعالیٰ نے مومنوں میں خلافت کا وعدہ فرمایا ہے، ان کے خوف کو امن میں بدلنے کی خوشخبری دی ہے، خلافت سے وابستہ رہنے والوں کو تمکنت عطا فرمانے کا اعلان فرمایا ہے وہاں ان انعامات کا صرف ان لوگوں کو مورد ٹھہرایا ہے جو عبادتوں اور دعاؤں کی طرف توجہ دینے والے ہوں اور اس مقصد کے لئے قربانیاں کرنے والے ہوں کہ خدا کی توحید دنیا میں قائم کرنی ہے۔ پہلے بھی کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ لَا اِلٰـــــہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والے تو بہت سے ہوں گے لیکن حقیقی لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والے وہی ہیں جو ہر حالت میں صرف خدا تعالیٰ کی طرف دیکھتے ہیں۔ غیر اللہ کی طرف اُن کی نظر نہیں ہوتی۔ پس ہر یوم خلافت جو ہم مناتے ہیں، ہمیں اپنی دعاؤں اور عبادتوں اور توحید پر قائم رہنے اور توحید کو پھیلانے کے معیاروں کو ماپنے کی طرف توجہ دلانے والا ہونا چاہئے۔ ورنہ اگر یہ نہیں، اگر ہمارے معیار اللہ تعالیٰ سے تعلق میں پہلے سے بلند نہیں ہو رہے تو جلسے، تقریریں، علمی باتیں اور خوشیاں منانا کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ پس اس روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ دعاؤں کی طرف ہماری توجہ ہوگی، توحید کی حقیقت کو سمجھنے کی طرف ہماری نظر ہوگی تو ہم میں سے ہر ایک ان فضلوں کا وارث بنے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے۔

گزشتہ خطبہ مَیں بھی میں نے ذکر کیا تھا کہ ہر پریشانی اور ہر مشکل کے وقت ہمیں خدا تعالیٰ کے آگے جھکنا چاہئے۔ دنیاوی طریقہ احتجاج جو ہے اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا خلافت سے وابستہ رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے اور پریشانیوں سے نجات پانے اور امن کی حالت میں آنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دعاؤں اور عبادتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس یہی ہمارے اصل ہتھیار ہیں جن پر ہم مکمل اور مستقل انحصار کر سکتے ہیں۔ دعاؤں کے ہتھیار کو چھوڑ کر ہم چھوٹے اور عارضی ہتھیاروں کی طرف دیکھیں گے تو ہمیں کامیابی نہیں مل سکتی، نہ کبھی چھوٹے ہتھیاروں سے کسی کو کامیابی ملی ہے یا ملا کرتی ہے۔ انبیاء کی تاریخ میں ہمیں کامیابیاں انہیں دعاؤں کے ذریعہ سے ہی ملتی نظر آتی ہیں اور خاص طور پر جب ہم اسلام کی تاریخ دیکھیں اور خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کے زمانے کو دیکھیں تو دنیاوی طاقت سے نہیں، اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے ہی فتوحات ملیں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق فتوحات ملیں۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ تمام تر وعدوں کے باوجود ان فتوحات کو حاصل کرنے کے لئے جان کی قربانیاں دینی پڑیں، عبادتوں کے معیار بھی بلند کرنے پڑے۔

یہاں ضمناً یہ بھی ذکر کر دوں کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں ایک احمدی کا ذکر کیا تھا جس نے اپنے شیعہ دوست کے حوالے سے بات کی تھی کہ تم لوگ صحیح جواب نہیں دیتے اور یہ بھی شاید مَیں نے بتایا تھا کہ لگتا ہے ان احمدی دوست کی سوچ بھی یہ ہے کہ دنیاوی کوشش کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔ مَیں نے نام تو نہیں لیا تھا لیکن بہرحال سمجھ گئے۔ انہوں نے مجھے خط لکھا ہے کہ مَیں نے اپنے شیعہ دوست کا ذکر کیا تھا، میری ایسی سوچ نہیں ہے۔ لیکن بہرحال مجھے اور مختلف جگہوں سے ایسی باتیں پہنچتی رہتی ہیں جن سے ایسی سوچ کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات دعاؤں سے ملنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس طرف توجہ دلاتے ہوئے ہمیں فرماتا ہے کہ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (الکوثر:03)۔ پس تو اپنے رب کی عبادت کر اور اس کے لئے قربانیاں دے۔ پھر یہ جو عبادت اور قربانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنائیں گی۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ انسانی فطرت ہے اور یہ جو فطرت ہے اس کے مطابق لمبے عرصے کی پریشانیاں اور تنگیاں اور ابتلا انسان کو بے چین کر دیتے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ ایسے حالات میں رسول اور مومنین بھی مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ کہ اللہ کی مدد کب آئے گی، اس کی آواز بلند کرتے ہیں۔ بے چین ہو کر ان کے دل سے یہ آواز بلند ہوتی ہے۔ مایوسی کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے رحم کو ابھارنے کے لئے، اس کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو مکمل طور پر خدا تعالیٰ کی گود میں ڈالتے ہوئے دعاؤں کو اپنی انتہا تک پہنچاتے ہوئے قربانیوں کے معیار قائم کرتے ہوئے یہ آواز بلند کرتے ہیں۔ تب پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز آتی ہے کہ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْب کہ سنو! یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے۔ (تذکرہ صفحہ 39 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ) مختلف اوقات میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی نصرت کے قریب ہونے کے نظارے دیکھے ہیں۔ آپ کو بھی الہاماً یہی فرمایا گیا اور پھر عملاً دیکھا بھی۔ آپؑ نے تو یہ نظارے دیکھے ہی ہیں لیکن ہم نے بھی مختلف وقتوں میں دیکھے ہیں اور دیکھتے رہتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی دیکھتے رہیں گے۔ اس کے اپنے اپنے دائرے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی مدد اپنے نظارے دکھاتی ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا فتح کی صورت میں آخری عظیم الشان نظارہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہم دیکھیں گے۔ دشمن کے منصوبے بہت خطرناک ہیں۔ دنیاوی نظر سے دیکھیں تو بظاہر خوفناک صورتحال نظر آتی ہے، خاص طور پر مسلمان ممالک اور پاکستان میں تو خصوصی طور پر۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو سب قدرتوں کا مالک ہے وہ خَیْــــــرُ الْمَاکِرِیْن ہے۔ دشمن کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ان سب کے مکر اُن پر الٹائے جائیں گے۔ لیکن ہمیں دعاؤں اور استغفار کی طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ اپنی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے بھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی فتوحات کو سنبھالنے کے لئے بھی ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ (النصر:4)۔ کہ پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر اور اس سے مغفرت مانگ۔ پس اس مضمون کو سمجھنے کی ہم سب کو ضرورت ہے۔ اپنی دعاؤں کو انتہا تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔

مَیں نے پہلے بھی اس طرف توجہ دلائی تھی کہ قربانیوں کے مضمون کو تو ہم بہت حد تک سمجھتے ہیں لیکن دعاؤں کی حقیقت کو سمجھنے کی ابھی بہت ضرورت ہے۔ اگر ہم نے ان قربانیوں کے پھل جلد سے جلد حاصل کرنے ہیں تو دعاؤں کے معیاروں کو بلند کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اپنے اندر وہ حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔ ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ۔ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ (النمل:63) کہ (نیز بتاؤ تو) کون کسی بیکس کی بات سنتا ہے جب وہ اس (خدا) سے دعا کرتا ہے اور (اس کی) تکلیف کو دور کر دیتا ہے اور وہ تم (دعا کرنے والے انسانوں) کو (ایک دن) ساری زمین کا وارث بنا دے گا۔ کیا (اس قادر مطلق) اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ تم بالکل نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ

”یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پروا نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آ جاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے جیسا کہ فرمایا اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل:63)“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 455۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس ہمیں اپنی عبادتوں اور دعاؤں میں پہلے سے بڑھ کر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اضطراب پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رحم کو ابھارنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت میں بعض دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو جماعت احمدیہ کی جوبلی کے لئے پہلے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بتائی تھیں۔ پھر بعد میں خلافت جوبلی کے لئے میں نے بتائی تھیں۔ ان کو بھولنا نہیں، نہ کم کرنا ہے۔ ان کو ہمیشہ کرتے رہنا چاہئے۔ مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا چاہئے اور پھر اپنی نمازوں کو اپنی عبادتوں کو بھی سنوار کر ادا کرنے کی اور اس کا حق ادا کرتے ہوئے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تبھی ہم دعاؤں کا بھی حق ادا کر سکتے ہیں۔

ایم ٹی اے پر تو یہ دعائیں آتی رہتی ہیں لیکن بہرحال یاددہانی کے طور پر بتا دیتا ہوں۔ ان میں سے پہلے سورۃ فاتحہ ہے، اس کو بہت زیادہ پڑھنا چاہئے۔ درود شریف ہے جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں، اس کا بہت زیادہ ورد کریں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو الہامی دعا سکھائی گئی تھی۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (تذکرہ صفحہ 25 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اس کو بہت زیادہ پڑھیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں جو بولنے کے لحاظ سے زبان پر نہایت ہی ہلکے ہیں لیکن وزن کے لحاظ سے ترازو میں بہت وزنی ہیں اور وہ خدائے رحمان کے بہت ہی پیارے ہیں اور وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ آپ نے فرمایا خدائے رحمان کے بہت پیارے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے رحم کو ابھارنے کے لئے یہ دعا بھی بہت ضروری ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الدعوات باب فضل التسبیح حدیث نمبر 6406)

پھر یہ دعا تھی جو اَب بھی پڑھنی چاہئے کہ رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّاب۔ (آل عمران:9)

یعنی اے اللہ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا ہونے نہ دینا بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے بہت عطا کرنے والا ہے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد خواب دیکھی تھی جس میں آپؑ نے بڑی تاکید فرمائی تھی کہ یہ دعا بہت پڑھا کرو رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا والی۔ حضرت خلیفہ اول کو جب آپ نے یہ خواب سنائی تو حضرت خلیفہ اول نے فرمایا کہ میں اب اسے کبھی پڑھنا نہیں چھوڑوں گا۔ بہت زیادہ پڑھوں گا اور یہ فرمایا کہ جہاں اس میں ایمان کی مضبوطی کے لئے اللہ تعالیٰ سے التجا ہے وہاں یہ دعا نظام خلافت سے جڑے رہنے کے لئے بھی بہت بڑی دعا ہے۔

(ماخوذ از تحریرات مبارکہ صفحہ 307-306 شائع کردہ شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ پاکستان)

پھر ایک دعا تھی جس پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْن۔ (البقرۃ:251)

کہ اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

پھر اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِ ھِمْ کی دعا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کی طرف سے کوئی خطرہ محسوس

فرماتے تھے تو آپ یہ دعا پڑھتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ کہ اے اللہ! ہم تجھے ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔

(سنن ابی داؤد اول کتاب الصلوۃ باب ما یقول الرجل اذا خاف قوماً حدیث نمبر 1537)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ۔ کا ترجمہ اے اللہ ہم تجھے ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں پوری طرح واضح نہیں ہوتا، سمجھ نہیں آتی اس کا کیا مطلب ہے۔ نَحر کے لغوی معنی بتاؤں تو شاید مزید واضح ہو جائے۔ اَلنَّحْر کہتے ہیں سینے کے اوپر کے حصہ کو یا سینہ اور گردن کے جوڑ کو اور خاص طور پر اس جگہ جہاں گڑھا ہے اس جگہ کو جو سانس کی نالی کا اوپر کا حصہ ہے۔ یعنی اس کا یہ مطلب بنے گا کہ اے اللہ! تُو ہی ان پر ایسا وار کر جس سے ان کی زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور ہم ان کی شرارتوں سے بچ جائیں۔ تُو ہی ہے جو ان شریروں اور فساد پیدا کرنے والوں اور ظلم کرنے والوں کی طاقت توڑنے والا ہے۔ پس ان کا خاتمہ کر اور ہمیں ان کے شر سے اپنی پناہ میں لے لے۔

پھر جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ استغفار کا بھی فرماتا ہے کہ بہت زیادہ استغفار کرو۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ کی دعا ہے۔

پھر اسی طرح کچھ عرصہ ہوا میں نے ایک خواب کی بنا پر کہا تھا کہ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ (تذکرہ صفحہ 363 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ) کی دعا بہت زیادہ پڑھیں۔

پھر یہ دعا بھی اس میں شامل کریں جو میں نے گزشتہ خطبہ میں بتائی تھی کہ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ (آل عمران: 148) کہ اے ہمارے رب! ہمارے قصور یعنی کوتاہیاں اور ہمارے اعمال میں ہماری زیادتیاں ہمیں معاف کر اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر اور کافر لوگوں کے خلاف ہماری مدد کر۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک الہامی دعا ہے اسے پڑھنے کی بہت ضرورت ہے۔ دشمن اب اپنی انتہا کو پہنچا ہوا ہے ہمیں بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ میں اپنی جماعت کے لئے اور پھر قادیان کے لئے دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا کہ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔ پھر فَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا۔ یعنی پس پیس ڈال ان کو، خوب پیس ڈالنا۔ فرمایا کہ میرے دل میں آیا کہ اس پیس ڈالنے کو میری طرف کیوں منسوب کیا گیا ہے۔ اتنے میں میری نظر اس دعا پر پڑی جو ایک سال ہوا بیت الدعا پر لکھی ہوئی ہے اور وہ دعا یہ ہے۔ یَارَبِّ فَاسْمَعْ دُعَآئِیْ وَمَزِّقْ اَعْدَآئَکَ وَاَعْدَآئِیْ وَاَنْجِزْ وَعْدَکَ وَانْصُرْ عَبْدَکَ وَاَرِنَا اَیَّامَکَ وَشَھِّرْلَنَا حُسَامَکَ وَلَاتَذَرْ مِنَ الْکَافِرِیْنَ شَرِیْرًا۔ کہ اے میرے رب! تو میری دعا سن اور اپنے دشمن اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنا وعدہ پورا فرما اور اپنے بندے کی مدد فرما اور ہمیں اپنے دن دکھا اور ہمارے لئے اپنی تلوار سونت لے اور انکار کرنے والوں میں سے کسی شریر کو باقی نہ رکھ۔ (ماخوذ از تذکرہ صفحہ 426 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس یہ دعائیں ہیں ان کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

اب اس کے بعد میں آج اپنے ایک انتہائی پیارے، مخلص، باوفا، نافع الناس اور بہت سی خوبیوں کے مالک جن کا نام ڈاکٹر مہدی علی قمر تھا ابن مکرم چوہدری فرزند علی صاحب کا ذکر خیر کروں گا جنہیں 26 مئی کو ربوہ میں شہید کر دیا گیا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ صبح تقریباً پانچ بجے دو نامعلوم موٹر سائیکل سوار آئے جب یہ دارالفضل کے قریب بہشتی مقبرہ کی طرف جا رہے تھے وہاں ان کو فائرنگ کر کے انہوں نے شہید کیا۔

یہ کہتے ہیں کہ مکرم ڈاکٹر مہدی علی صاحب جو ہارٹ سپیشلسٹ تھے اپنی اہلیہ اور بچوں کے ہمراہ دو یوم قبل امریکہ سے وقف عارضی کے لئے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں تشریف لائے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی رہائش بھی وہیں تھی اور 26 مئی 2014ء کی صبح بعد نماز فجر اہلیہ، ایک بیٹے اور عزیزہ کے ہمراہ بہشتی مقبرہ دعا کے لئے جا رہے تھے۔ کچی سڑک پر بہشتی مقبرے کے گیٹ کے سامنے پہنچے تھے کہ ایک موٹر سائیکل پر سوار دو افراد آئے جنہوں نے آ کر ڈاکٹر صاحب پر فائرنگ کر دی اور فائر کر کے مین روڈ پر سرگودھا کی طرف فرار ہو گئے اور 11 گولیاں فائر کیں جو ان کو لگیں جس سے ڈاکٹر صاحب کی موقع پر ہی شہادت ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب شہید کے خاندان کا تعلق گوکھووال ضلع فیصل آباد سے ہے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم چوہدری فرزند علی صاحب کے ذریعہ سے ہوا تھا جنہوں نے اوائل جوانی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ چوہدری صاحب کی بیعت کے بعد اُن کے بھائی مکرم چوہدری اللہ دتہ صاحب نے بیعت کر لی۔ پھر یہ خاندان ربوہ شفٹ ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب شہید کے نانا مکرم ماسٹر ضیاء الدین صاحب شہید ربوہ کے مکینوں میں پہلے شہید تھے جو 1974ء میں سرگودھا سٹیشن پر فائرنگ سے شہید ہوئے۔ اس وقت ماسٹر ضیاء الدین صاحب محلہ دارالبرکات کے صدر اور تعلیم الاسلام سکول میں استاد بھی تھے۔

ڈاکٹر صاحب شہید 23 ستمبر 1963ء کو ربوہ میں پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کی پیدائش کے روز حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ قمر الانبیاء کا وصال ہوا۔ اسی مناسبت سے ڈاکٹر صاحب کے والد نے ان کے نام کے ساتھ ''قمر'' کا لقب لگا دیا۔ پھر ڈاکٹر صاحب کے نانا شہید جو تھے انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کے نام کا حصہ ''بشیر الدین'' بھی ساتھ شامل کر دیا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب شہید کا پورا نام ''مہدی علی بشیر الدین قمر'' ہو گیا۔ اور یہی نام ہر جگہ لکھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب شہید نے ابتدائی تعلیم ربوہ میں ہی تعلیم الاسلام سکول اور کالج میں لی۔ نہایت ذہین اور ہونہار طلباء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ پھر پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں میڈیکل کی تعلیم شروع کی۔ وہاں پڑھائی کے دوران احمدیت کی وجہ سے طلباء نے کافی مخالفت کی۔ کتابیں اور سامان وغیرہ جلا دیا جس کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لئے واپس ربوہ آ گئے۔ پھر حالات بہتر ہوئے تو دوبارہ جا کر تعلیم شروع کی۔ ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کیا۔ پھر 1989ء سے جولائی 91ء تک دو سال فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعض ازاں اپنی والدہ کے ساتھ کینیڈا منتقل ہو گئے۔ کینیڈا میں میڈیکل کے امتحانات پاس کرنے کے بعد ہاؤس جاب کیا۔ پھر بروک لن (Brooklyn) یونیورسٹی نیویارک چلے گئے۔ وہاں کارڈیالوجی میں سپیشلائزیشن کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد کولمبس اوہایو امریکہ میں آپ نے جاب شروع کیا۔ وہیں پھر مستقل رہائش اختیار کر لی اور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے قیام کے بعد جب میں نے ڈاکٹروں کو تحریک کی تو یہ بھی وقف عارضی کے لئے آتے تھے۔ اس سے پہلے بھی دو دفعہ آ چکے تھے۔ اب تیسری دفعہ تشریف لائے تھے۔ جماعتی طور پر مختلف سطح پر ان کو کام کرنے کی توفیق ملی۔ بڑے نرم مزاج، نرم خو اور نرم روشخصیت کے مالک تھے۔ ہر کسی کے ساتھ ہمدرد اور دکھ درد میں شریک ہوتے تھے۔ کبھی کسی سے لڑائی جھگڑا یا تلخی ترشی نہیں کی۔ ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے بتایا کہ میرے ساتھ بھی بے حد نرم رویہ رکھتے تھے۔ ہر طرح دلداری کرتے۔ غلطیوں کو ہمیشہ نظر انداز کیا۔ کبھی کوئی تکلیف نہیں ہونے دی۔ بچوں کے لئے بڑے شفیق اور مہربان باپ تھے۔ بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ انتہائی منکسر المزاج تھے۔ یہ کہتی ہیں کہ مجھے اگر کسی بات پر غصہ آ جاتا تو ہمیشہ کہتے غصہ نہیں کرتے۔ طبیعت میں عاجزی اور انکساری بہت تھی۔ سسرالی رشتہ داروں کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کی خوشدامن نے بتایا کہ مَیں پانچ سال امریکہ جا کے ان کے پاس رہی اور انہوں نے کبھی اونچی آواز سے بات نہیں کی اور ہمیشہ اپنی ماں کی طرح میرا عزت و احترام کیا۔ مہمان نوازی ان کا ایک بہت بڑا شیوہ تھا۔ جماعتی تقریبات کے موقع پر اپنے گھر میں مہمان ٹھہرانے کا اہتمام کرتے۔ پھر ایئر پورٹ سے لانے لے جانے کا کام کرتے۔ غریبوں اور ضرورتمندوں کی کثرت سے امداد کیا کرتے تھے۔ شہید اپنے شعبہ کے علاوہ ادبی ذوق بھی رکھتے تھے۔ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ ان کا مجموعہ کلام 'برگ خیال' کے نام سے طباعت کے مراحل میں ہے۔ اسی طرح کیلیگرافی بھی اچھی کر لیتے تھے۔ ان کا خلافت سے انتہائی گہری محبت اور خلوص کا تعلق تھا اور ہر تحریک پر فوری لبیک کہنے والے تھے۔ بڑھ چڑھ کر چندہ دیتے تھے۔ کولمبس کی مسجد کی تعمیر میں بھی ایک بہت خطیر رقم انہوں نے پیش کی۔ اس کی زیبائش اور آرائش کا کام بھی کیا۔ اسی طرح اپنے آبائی محلہ دارالرحمت غربی ربوہ کی مسجد کے لئے بھی بڑی رقم دی۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے بھی عطیات کی فراہمی میں پیش پیش رہتے تھے۔ دعوت الی اللہ کا جنون کی حد تک ان کو شوق تھا اور دینی مطالعہ بھی اللہ کے فضل سے کافی تھا۔ یُوٹیوب پر غیر احمدیوں اور معترضوں کے اعتراضوں کے مؤثر جواب دینے میں مستعد تھے۔ ان کے لواحقین میں اہلیہ محترمہ وجیہہ مہدی اور تین بیٹے عزیزم عبداللہ علی عمر پندرہ سال، ہاشم علی عمر سات سال اور عزیزم اشعر علی عمر تین سال ہیں۔ ان کا یہ چھوٹا بچہ اس وقت ساتھ ہی تھا جب ان کو گولیاں ماری گئیں۔

ان کی شاعری کی بات کی تھی تو وہ نمونۃً میں بتادوں۔ 28 مارچ 2014ء کو انہوں نے جو اپنی آخری نظم کہی اس کے دو تین شعر یہ ہیں۔

موت کے رو برو کریں گے ہم — زندگی کے حصول کی باتیں
نہ مٹا پائے گا یزید کوئی — حق ہیں ابن بتول کی باتیں

....

سب فنا ہو گا پر رہیں گی تمام — باقی اللہ رسول کی باتیں

پھر ایک ان کا پرانا شعر پہلے کا بھی ہے کہ

اللہ تیری راہ میں یہی آرزو ہے اپنی
اے کاش کام آئے خون جگر ہمارا

پھر اپنی شاعری میں 'نورِ استخلاف' کے نام سے ایک نظم ہے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ

رحمت حق نے پلایا ہے یوں جام زندگی
کہ بندھا اپنا خلافت سے نظام زندگی
رشک ہے شمس و قمر کو نور استخلاف پر
ابلیس کے چیلوں پہ ہے تاریک شام زندگی

ہادی علی صاحب جو ہمارے مبلغ سلسلہ ہیں یہاں بھی بڑا لمبا عرصہ رہے ہیں، ڈاکٹر صاحب ان کے چھوٹے بھائی تھے اور جس طرح ہادی علی صاحب کیلیگرافی کرتے ہیں ڈاکٹر صاحب کو بھی اسی طرح کیلیگرافی کا بڑا شوق تھا، لکھا کرتے تھے۔ ہادی علی صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے بھائی بہت ہی غیر معمولی انسان تھے۔

ان کی جدائی سارے خاندان کے لئے گویا ایک بہت بڑا صدمہ ہے مگر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا خاندان اللہ تعالیٰ کی رضا پر صدق دل سے راضی اور صابر اور شاکر ہے۔ مہدی علی شہید کی ای میلز پر اس طرح کے فقرے لکھے ہوتے تھے کہ قُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا (البقرۃ:84)۔ ان کی ہمشیرہ کہتی ہیں کہ بچپن سے ہی بہت پیاری مدبرانہ اور بزرگ طبیعت کے مالک تھے۔ فضولیات سے ہمیشہ بچتے۔ نہایت شوق اور باقاعدگی سے نماز ادا کرتے۔ بچپن سے ہی ذیلی تنظیم کے فعال رکن تھے۔ جب طفل تھے تو صبح نماز فجر سے پہلے لوگوں کو جگانے کے لئے صَلِّ عَلٰی کیا کرتے تھے۔ بچپن سے ہی مطالعہ کا شوق تھا اور جماعتی کتب کا مطالعہ بہت کم سنی سے شروع کر دیا تھا۔

اکثر بزرگ جو آپ کے محلے میں رہتے تھے آپ ان سے استفادہ کیا کرتے تھے، اُن کے پاس جایا کرتے تھے۔ ان میں مولانا عبداللطیف بہاولپوری صاحب، اسی طرح صوفی بشارت الرحمٰن صاحب، مولانا ابوالعطاء صاحب وغیرہ شامل ہیں۔ ان کو ربوہ سے ایک خاص محبت تھی جو ساری زندگی آپ کے دل میں رہی یہاں تک کہ اپنی جان بھی اسی سرزمین ربوہ میں اپنے خدا کے حضور پیش کی۔ والدین کی خواہش پر ڈاکٹر بنے اور بہت پائے کے ڈاکٹر بنے اور کئی اعزازات حاصل کئے۔ یہ معمولی ڈاکٹر بھی نہیں تھے۔ طبیعت میں بہت ٹھہراؤ تھا۔ کبھی وقت ضائع نہیں کرتے تھے۔ ہمیشہ علم کی جستجو رہی۔ بچوں کی بھی بہت اعلیٰ تربیت کی۔ مصروف الاوقات ہونے کے باوجود اپنی بیوی بچوں کے لئے وقت نکالتے۔ اپنے بچوں کو قرآن کریم بھی انہوں نے خود سکھایا اور پڑھایا۔ یہاں ہمارے بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی ہمیں وقت نہیں ملتا۔ دوسروں کے معاملے میں عفو سے کام لینے والے۔ خود تکالیف برداشت کر لیتے تھے اور پوچھنے پر یہی بتاتے تھے کہ اللہ کی رضا کی خاطر کر رہا ہوں۔ ان کے ایک دوست ڈاکٹر محمود کہتے ہیں کہ ہم میڈیکل کالج میں روم میٹ تھے وہاں دیکھنے کا موقع ملا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور میرے سے سینئر تھے اس لئے کوئی غلط کام دیکھتے تو بڑے پیار سے رہنمائی بھی فرماتے تھے۔ خدمت خلق کا جذبہ ہمیشہ غالب رہا۔

ربوہ کا پہلا بلڈ بنک بھی ڈاکٹر مہدی علی شہید اور ڈاکٹر سلطان مبشر اور ڈاکٹر محمود صاحب نے شروع کیا لیکن اس میں زیادہ کوشش ڈاکٹر مہدی علی صاحب کی تھی۔ اب یہ بلڈ بنک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اردگرد کے لوگوں کو بھی جب بھی خون کی ضرورت پڑے، خون مہیا کرتا ہے۔

ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ شہید نہایت عاجز اور منکسر المزاج طبیعت کے مالک تھے۔ ہمیشہ چہرے پر مسکراہٹ ہوتی تھی۔ ابھی کچھ دن ہوئے مجھے مل کے گئے تھے۔ جب سے ان کی شہادت کی خبر ملی ہے وہی مسکراتا چہرہ بار بار سامنے آ جاتا ہے۔ بڑا پرسکون چہرہ تھا اور جیسا کہ بعض لکھنے والوں نے لکھا ہے شہادت کے وقت بھی جو اُن کی تصویر دیکھی ہے سینہ خون سے بھرا ہوا ہے لیکن لگتا ہے بڑے پرسکون انداز میں سوئے ہوئے ہیں۔

عبدالسلام ملک صاحب جو کولمبس جماعت کے صدر ہیں کہتے ہیں کہ ڈاکٹر مہدی علی صاحب ہماری جماعت میں دس سال قبل آئے تھے اور شروع سے ہی ہماری لوکل عاملہ کے فعال رکن تھے۔ جماعت کی اطاعت کا بھرپور جذبہ ان کی ذات میں ودیعت تھا۔ کبھی کسی بات پر argument نہیں کرتے تھے۔ ہمیشہ خندہ پیشانی سے ہر بات قبول کرتے۔ کبھی یہ نہ کہتے کہ یہ کام نہیں ہو سکتا۔ جب بھی کوئی ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی ہمیشہ اسے عمدگی سے نبھایا۔

خلافت سے ایک والہانہ رنگ میں عشق تھا اور جب میں 2012ء میں وہاں کولمبس امریکہ کے دورے پر گیا ہوں تو رات بھر جاگ کر مسجد کی آرائش اور خطاطی کا کام کرتے رہے۔ کئی بینر لگائے اور ان کے بھائی ہادی صاحب بھی ساتھ تھے اور رات بھر مسجد میں کام کرنے کے بعد صبح اپنے ہسپتال کی ڈیوٹی بھی پوری نبھائی۔ اور پھر یہ کہ مسجد کی سجاوٹ پر جو بھی خرچ ہوا انہوں نے ہمیشہ اپنی جیب سے ادا کیا۔ اور جب مسجد میں کام کر رہے ہوتے تھے تو کوئی یہ نہیں سمجھتا تھا کہ آپ اتنے بڑے ڈاکٹر ہیں۔ نہایت سادگی سے اپنی خدمت کر رہے ہوتے تھے۔ مالی قربانی میں صف اول میں رہے۔ عبدالسلام ملک صاحب بھی ڈاکٹر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ مجھے بھی کام کرنے کا موقع ملا۔ کئی دفعہ ایسا ہوجاتا کہ آپ کی کامیابی کو دیکھ کر بعض دوسرے لوگ حسد کی بنا پر مشکلات کھڑی کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ خندہ پیشانی سے ان مشکلات کا سامنا کرتے۔ کبھی آپ کو میں نے غصے میں نہیں دیکھا۔ ہمیشہ ہی پرسکون اور مسکراتے ہوئے پایا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں کیا ضرورت ہے پریشان ہونے کی۔ خلیفۂ وقت کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں کوئی فکر کی بات نہیں۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں یہاں آئے چند دن رہے اور بڑے خوش تھے۔ جا کے دوستوں کو بتایا کہ مَیں مل کے آیا ہوں۔ میٹنگ کی باتیں کیں۔

یہ ایک لکھنے والے لکھتے ہیں کہ آپ کی ای میل پر یہ بھی لکھا ہوتا تھا کہ اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو جو تم دوسروں میں دیکھنا چاہتے ہو اور خود اس کی زندہ مثال تھے۔

ڈاکٹر نوری صاحب جو ربوہ میں طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں ہمارے ڈاکٹر ہیں کہتے ہیں ڈاکٹر مہدی علی صاحب مریضوں میں بے حد مقبول تھے۔ غریب اور نادار مریض آپ کے پاس بہت خوشی اور امید سے علاج کے لئے آتے تھے۔ ذاتی دلچسپی اور توجہ سے ہر مریض کو دیکھتے۔ طبیعت میں انتہائی سادگی تھی۔ لباس اتنا سادہ ہوتا کہ ان کو مریضوں کے درمیان دیکھ کر پہچاننا مشکل ہوتا تھا۔ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں خدمت کے لئے اپنے آپ کو رضا کارانہ طور پر اور بغیر کسی تکلف کے پیش کیا۔ ارادے کے بہت پکے تھے۔ بے لوث خدمت خلق کے لئے ان کا اس ہسپتال میں آتے رہنا اپنے پیشہ کے ساتھ پرخلوص وابستگی کا ثبوت ہے۔ انتہائی عاجز انسان تھے۔ حافظہ کمال کا تھا۔ قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ساتھ شاعری اور کیلیگرافی میں بھی دلچسپی تھی۔

ہمارے ہاں مبارک صدیقی صاحب جو ہیں وہ بھی ان کے کلاس فیلو تھے۔ کہتے ہیں کہ مہدی علی بچپن سے ہی مومنانہ صفات کے حامل خوبصورت اور ذہین انسان تھے۔ جماعت احمدیہ کے جان نثار خادم اور خلافت سے از حد پیار کرنے والے تھے۔ علم اور مالی فراخی میں ہمیشہ ہم سے بہت آگے ہونے کے باوجود انتہائی حلیم اور عاجز قسم کے انسان تھے۔ کہتے ہیں کہ سکول کے زمانے میں بعض اوقات میرے پاس کورس کی ساری کتابیں نہیں ہوتی تھیں تو یہ مجھے کہتے کہ آدھا دن کتاب میں نے پڑھ لی ہے اب آدھا دن کتاب تم پڑھ لو۔ حتی کہ بعض اوقات عین اس وقت جب اگلے روز امتحان ہوتا تو آپ جلدی جلدی کتاب پڑھ کر مجھے پکڑا جاتے کہ اب باقی دن تم پڑھ لو۔ اس کے باوجود بھی آپ زیادہ تر اول پوزیشن ہی حاصل کرتے تھے۔ گزشتہ دنوں جب لندن آئے تھے تو میں نے کہا امریکہ کے ایک بڑے سرجن بن گئے ہیں تو اب کسی اچھے ریسٹورنٹ میں لے کے چلتے ہیں۔ کہنے لگے میں وہی عاجز انسان ہوں۔ کسی غریب سے ہوٹل میں چلے جائیں وہیں کھانا کھا لیں گے۔ کبھی آپ کے منہ سے غیر شائستہ لفظ نہیں سنا۔ نظام جماعت کے بارے میں بڑی غیرت رکھتے تھے اور کسی کی مجال نہیں تھی کہ آپ کے سامنے کسی چھوٹے سے چھوٹے جماعتی عہدیدار کے خلاف بھی کوئی بات کر سکے۔ ایک مثالی احمدی تھے۔ غریب دوستوں کی مالی مدد کرتے تھے لیکن ایسے رنگ میں کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔

ان کے ایک دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان کی آواز نہایت رسیلی اور دلکش اور دلربا تھی۔ تلاوت اور تقریر کے مقابلوں میں بچپن سے ہی حصہ لیا کرتے تھے۔ ہمیشہ اچھی پوزیشن لیتے رہے۔ کہتے ہیں حضرت مصلح موعودؓ کے چند شعر اکثر پڑھا کرتے تھے جو ابھی بھی ان کی شہادت کے بعد میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کے وہ شعر یہ ہیں کہ

عبث ہیں باغ احمد کی تباہی کی یہ تدبیریں
چھپی بیٹھی ہیں تیری راہ میں مولیٰ کی تقدیریں
بھلا مومن کو قاتل ڈھونڈھنے کی کیا ضرورت ہے
نگاہیں اس کی بجلی ہیں تو آہیں اس کی شمشیریں
تیری تقصیریں خود ہی تجھ کو لے ڈوبیں گی اے ظالم
لپٹ جائیں گی تیرے پاؤں میں وہ بن کے زنجیریں

(کلام محمود صفحہ 282 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پھر ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب لکھتے ہیں کہ غریبوں کا بہت خیال رکھنے والے تھے۔ گزشتہ سال آئے تو بنک اکاؤنٹ کھلوا کے مجھے بتایا کہ میں نے یہاں پیسے جمع کروا دیئے ہیں ان سے ضرورتمندوں کی مدد کر دیا کرو۔ ایک دن فون آیا کہ فلاں جماعت کا سابق کارکن ہے۔ اب وہ کارکن نہیں اور ان کو پیسوں کی ضرورت ہے۔ وہ مکان بنا رہے ہیں تو ان کو ایک لاکھ روپیہ دے دو۔ اسی طرح یہ بھی کہا کہ اگر کوئی سٹوڈنٹ جو میڈیکل کالج میں پڑھنا چاہتا ہے تو میں اس کا سارا خرچ دوں گا۔

ان کے ایک دوست حافظ عبدالقدوس نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب فضل عمر ہسپتال میں تھے تو ایک دن دوپہر کو ان کے گھر تشریف لائے اور بتایا کہ یہ لاوارث مریض ہے اسے ایک بوتل خون تو میں نے دے دی ہے، ایک کی مزید ضرورت ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ دیں۔

طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کے لئے سامان وغیرہ بھیجتے رہتے تھے۔ جو Stent وغیرہ آپریشن کے لئے ڈالتے ہیں اور کہتے تھے کہ ہسپتال کی خدمت کر کے مجھے بڑا فخر ہے۔ پھر یہ بھی چاہتے تھے کہ ربوہ میں مکان بناؤں تاکہ جماعت کی رہائش پر بوجھ نہ بنوں۔ بچوں کی تربیت کے بارے میں بھی ان کو تسلی تھی۔ باوجود امریکہ میں رہتے ہوئے اللہ کے فضل سے اچھی تربیت ہو رہی ہے کیونکہ خود ذاتی طور پر توجہ دیتے تھے۔

ان کے ایک دوست کہتے ہیں کہ ہمارا بڑا پیارا بھائیوں جیسا تعلق تھا۔ اس سال ہفتہ کی رات کو ربوہ پہنچے تو فوراً آنے کو کہا۔ رات کے دس بجے تھے۔ میں نے آرام کرنے کو کہا مگر انہوں نے کہا کہ نہیں ابھی آ و۔ خیر ملاقات ہوئی۔ بہت پیار سے ایک جدید سٹیتھوسکوپ کا تحفہ پیش کیا جسے خاص طور پر لائے تھے اور پھر نمازوں کے بارے میں قبلے کا رخ وغیرہ پوچھا۔ کہتے ہیں رات کو ملاقات ہوئی۔ سوا گیارہ بجے تک گفتگو ہوتی رہی۔ میں سوا گیارہ بجے اٹھ کے آ گیا اور خدا حافظ کہہ کے رخصت کیا اور چند گھنٹوں کے بعد ہی صبح جب بہشتی مقبرے گئے تو وہیں جام شہادت نوش کیا۔

Dawn اخبار کی ویب سائٹ پر ڈاکٹر صاحب کی شہادت پر جماعت احمدیہ کی مخالفت کا پس منظر بیان کر کے یوں ذکر کیا گیا ہے کہ

ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب کوئی عام ڈاکٹر نہیں تھے۔ انہوں نے امریکن کالج آف کارڈیالوجی سے ینگ انوسٹی گیٹر (young investigator) کا ایوارڈ حاصل کیا اور سال 2003ء اور 2004ء میں امریکہ کے بہترین فزیشنز میں ان کا شمار ہوا۔ اس کے علاوہ سال 2005ء، 2006ء، 2007ء میں مسلسل تین سال تک اور 2009ء، 2010ء، 2011ء اور 2012ء میں مسلسل چار سال تک امریکہ کے بہترین کارڈیالوجسٹ میں ان کا شمار ہوا۔ نیز انہیں امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کی جانب سے فزیشن ریکگنیشن (recognition) کا بھی ایوارڈ ملا۔ پھر اخبار والے یہ لکھتے ہیں کہ میں نے انٹرنیٹ پر مہدی صاحب کے ایک پروفائل پر ان کی مسکراتی ہوئی روشن تصویر دیکھی جس کے ساتھ ان کے یہ الفاظ لکھے تھے کہ میں اعلیٰ ترین پیشہ وارانہ معیار کو قائم رکھتے ہوئے مریض کی بہترین دیکھ بھال پر یقین رکھتا ہوں تاکہ ان اداروں کی ترقی میں معاون ثابت ہوسکوں جن سے مَیں وابستہ ہوں۔ میری ترجیح پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کو قابلیت، سچائی اور دیانت داری سے نبھانا ہے اور یقیناً قابلیت، سچائی اور دیانت داری سے انہوں نے یہ سب نبھایا۔

پھر آخر میں لکھنے والے نے لکھا کہ ڈاکٹر مہدی علی قمر! میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو بچا نہیں سکا لیکن میں نے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ مَیں نے اپنی سلامتی خطرے میں ڈال دی ہے تاکہ کل میں ایسے نہ مروں کہ میری آواز نہ سنی گئی ہو۔

پھر پاکستان، امریکہ، کینیڈا، برطانیہ اور دنیا کے متعدد اخباروں اور نیوز چینلز نے اس نہایت بہیمانہ قتل اور انسانیت سوز فعل کی سخت مذمت کی ہے۔ اب تک ان اخباروں اور دیگر ذرائع ابلاغ کی تعداد تیس سے زیادہ ہے جن میں خبریں شائع ہوئی ہیں۔ جس میں National Post Canada، The star Canada، CBC News Canada، Global News، CNN، U.S.A Today، New York Times، Washington Post، Columbus Dispath، The Wall Street Gournal (اور یہ بہت بڑا مشہور اخبار ہے)، The Express Tribune، The Washington Times، Stragetic Intelligence، Daily Mail، BBC Urdu، الجزیرۃ، ڈان وغیرہ۔ ان تمام تر اخباروں اور ذرائع ابلاغ میں جہاں ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب شہید کے بہیمانہ قتل کی مذمت کی گئی ہے وہیں جماعت احمدیہ کے تعارف اور پچھلی کئی دہائیوں سے ہونے والے جبر و تشدد کا بھی انتہائی تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ ان تمام تر اخباروں اور دوسرے میڈیا نے جماعت احمدیہ کا تعارف کرواتے ہوئے جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نام اور دعویٰ نبوت اور مسیحیت کا ذکر کیا ہے وہیں اس امر کا بھی ذکر کیا ہے کہ جماعت احمدیہ ایک امن پسند جماعت ہے جو جہاد کے نام پر مظلوموں کو قتل کرنے کی مذمت کرتی ہے۔ اسی طرح بعض اخباروں نے جماعت کے فلاحی کاموں کو بھی سراہا۔ پس یہ جان دے کر بھی تبلیغ کے نئے سے نئے راستے کھول گئے اور دنیا کو متعارف کروا گئے۔

وال سٹریٹ جرنل امریکہ کا مشہور اخبار ہے، دنیا میں کئی جگہ چھپتا ہے۔ اس کے تجزیہ نگار نے شہادت کے واقعہ، جماعت احمدیہ کا تعارف اور جماعت کے خلاف ہونے والے مظالم کا ذکر کرنے کے بعد ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی چیئر پرسن صاحبہ کا تجزیہ پیش کیا کہ گو پاکستان میں تمام تر اقلیتیں ہی مظالم کا شکار ہیں مگر جماعت احمدیہ سخت ترین ظلموں کا شکار ہے۔ پاکستان کی کئی لوکل اخباریں احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز خبریں شائع کرتی رہتی ہیں۔ اگر مسیحی برادری کے خلاف دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہوتا ہے تو ملک کے وزیر اعظم خود اظہار افسوس کرنے اور متاثرین سے ملنے جاتے ہیں مگر احمدیوں کے حق میں کوئی کھڑا ہونے والا نہیں۔ (احمدیوں کے حق میں خدا کھڑا ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔)

تجزیہ نگار نے شہید کے ایک ساتھی ڈاکٹر شنتا نو سنہا کا بھی انٹرویو شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر سنہا نے شہید مرحوم کے متعلق کہا کہ میں نے اپنی زندگی میں ان سے زیادہ دیانتدار اور خوش اخلاق شخص نہیں دیکھا۔ آپ کے جسم میں ایک بھی شر پسند ذرہ نہ تھا۔ آپ بہت زیادہ خدمت خلق کرنے والے شخص تھے اور گو کہ آپ جانتے تھے کہ آپ کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آ سکتا ہے مگر اس کے باوجود خدمت خلق کے لئے پاکستان گئے۔ میں بس اس قدر چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو معلوم ہوسکے کہ کس طرح ایک انتہائی بااخلاق انسان جو انسانیت کی خدمت کرنے کے لئے گیا ہوا تھا اس کو انتہائی بہیمانہ انداز میں قتل کر دیا گیا۔ پھر آخر میں پولیس انسپکٹر کی طرف سے صرف اس قدر بات درج کی ہے کہ پولیس والوں نے کہا ہم کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے اور ایک پولیس اہلکار کا یہ بیان ہے کہ ہم اکثر ایسے پمفلٹ دیکھتے رہتے ہیں جن میں ربوہ کے اس ہسپتال اور یہاں علاج کروانے کی مخالفت کی جاتی ہے اور غالباً یہ قتل بھی اسی سے متعلق ہے۔

اسی طرح الجزیرۃ کے ایک تجزیہ نگار نے بھی یہی لکھا ہے کہ اکثر احمدیوں کے خلاف ظلم اور تشدد کی خبریں ملتی رہتی ہیں اور مجرم یہ ظلم اس تسلی کے ساتھ کرتے ہیں کہ حکومت انہیں سزا دینے کے لئے کچھ نہیں کرے گی۔

واشنگٹن پوسٹ میں بھی شہادت کی خبر شائع ہوئی اور اسی طرح لکھا کہ جرم اس لئے ہو رہے ہیں کہ پتا ہے کچھ نہیں ہونا۔

پھر لنکاسٹر ایگل گزٹ (Lancaster Eagle Gazette) جو کہ اس علاقے کا اخبار ہے جہاں ڈاکٹر صاحب خدمت انجام دے رہے تھے۔ اس اخبار نے ایک تفصیلی مضمون مرحوم کی شہادت پر شائع کیا جس میں مرحوم کے ساتھ کام کرنے والوں کے تاثرات بھی درج کئے گئے۔ کیلی موریسن جو وہاں کارڈیو ویسکولر بزنس ڈیویلپمنٹ کے مینیجر ہیں انہوں نے کہا کہ یہ ایک انتہائی افسوسناک وقت ہے اور یہاں ہسپتال میں ہر ایک کی آنکھ آنسوؤں سے تر ہے۔ پھر تجزیہ نگار نے اس امر کا بھی اظہار کیا کہ مرحوم گورڈن بی سنائڈر (Gordon B. Snider) کارڈیو ویسکولر انسٹی ٹیوٹ کے بانی ڈاکٹروں میں سے تھے اور انہیں 2013ء میں عظیم الشان خدمت خلق یعنی لیجنڈری فلنتھراپسٹ کا اعزاز بھی ملا تھا۔ نامہ نگار نے لکھا ہے کہ مرحوم کی وفات سے نہ صرف جماعت احمدیہ کے افراد بلکہ کمیونٹی کا ہر فرد متاثر ہوا ہے۔ ان کے مریض بھی اخباروں میں ان کی بڑی تعریفیں کر رہے ہیں۔ کولمبس ڈِسپیچ نے اپنی خبر میں مرحوم کے بڑے بیٹے کا انٹرویو لیا۔ یہ لکھتا ہے کہ سولہ سالہ عبداللہ علی سے جب پوچھا گیا کہ وہ اپنے والد صاحب کے اس طرح قتل کئے جانے پر کیسا محسوس کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ .I am disappointed۔ نامہ نگار نے اس جواب کو پسند کرتے ہوئے خاص طور پر ذکر کیا کہ اس بچے کے دل میں غصہ یا انتقام کا جذبہ نہیں۔

Fox 28 Columbus نے بھی مرحوم کی شہادت کا ذکر کیا اور مرحوم کے بڑے صاحبزادے عبداللہ علی کا انٹرویو بھی شائع کیا جس میں انہوں نے کہا کہ میرے والد صاحب ایک عظیم شخص تھے اور مجھے یقین ہے کہ اگر قاتل کچھ دیر رک کر آپ سے بات کرتے تو یقیناً آپ ان کی زندگی میں بھی کوئی مثبت تبدیلی لے آتے۔ انہوں نے یہ قتل صرف ایک ایسی جماعت کو نقصان پہنچانے کے لئے کیا ہے جن کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ اور یہی حالت ہے۔ مولویوں نے صرف زہر بھر دیا ہے۔ خود ان کو پتا ہی نہیں کہ کیا ہے کیا نہیں؟

بی بی سی اردو نے بھی مرحوم کی شہادت اور احمدیوں کے خلاف ظلم و ستم کا ذکر کیا نیز طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کے خلاف چھپنے والے پمفلٹ کا عکس بھی شائع کیا جس میں لکھا ہوا ہے کہ طاہر ہارٹ میں علاج کروانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ نیز احمدیوں سے تعلق رکھنے والا خود بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اناللہ۔

بہر حال یہ شہید تو اپنی زندگی میں بھی کامیابیاں دیکھتا رہا اور مخلوق خدا کی خدمت کرتا رہا اور موت بھی ایسی پائی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے دائمی زندگی دے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس پیارے بھائی کو جنت میں اعلیٰ درجے عطا فرمائے۔ لحظہ لحظہ ان کے درجات کی بلندی ہوتی رہے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں اس کو جگہ دے۔ ان کے بیوی بچوں کو بھی اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ڈاکٹر صاحب شہید کی تمام نیک خواہشات اور دعائیں جو انہوں نے اپنے بچوں کے لئے کیں، انہیں قبول فرمائے۔

جیسا کہ مَیں بتا آیا ہوں کہ ہماری ترقیات اور دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے سب سے بڑا ہتھیار ہمارے پاس دعاؤں ہی کا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے کچھ ظاہری سامان کی طرف بھی توجہ دلائی ہے وہ بھی ساتھ ساتھ ہونے چاہئیں جس حد تک ہوسکتا ہے۔ اس لئے ربوہ میں اس واقعہ کے بعد اب ربوہ میں انتظامیہ کو بھی پہلے سے زیادہ چوکس اور ہشیار ہونے کی ضرورت ہے۔ اپنی تدبیروں اور وسائل کو انتہا تک پہنچائیں پھر معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑیں اور پھر ربوہ کے ہر شہری کو بھی چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ اس پیارے شہید نے ربوہ کی زمین پر اپنا خون بہا کر ہمیں دعاؤں اور تدبیروں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس اس طرف بہت توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کے احمدی بھی پاکستانی احمدیوں کے لئے بہت دعائیں کریں کیونکہ وہ انتہائی ناقابل برداشت حالات میں اب رہ رہے ہیں اور یہ جو حالات ہیں یہ شدت اختیار کرتے چلے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ اب تو پورا ملک ہی ظلموں کی داستان بن کے رہ گیا ہے۔ کچھ دن ہوئے ہائیکورٹ کے اندر پتھر مار مار کر ایک عورت کو مار دیا۔ روزانہ وہاں قتل و غارت ہو رہی ہے اور ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ ایک احمدی کو شہید کیا تو اس کا بدلہ یہ ظلم اور یہ سب کچھ ہے۔ جب یہ ظلم کیا گیا تو سرکاری اہلکار بھی وہاں یقیناً موجود ہوں گے، پولیس بھی موجود ہوگی ان کے سامنے ہوا۔ اور پاکستان میں ہر ایک یہ جو ظلم ہو رہا ہے وہ اللہ اور رسول کے نام پر ہو رہا ہے۔ اس رسول کے نام پر ہو رہا ہے جو محسن انسانیت ہے۔ اس رسول کے نام پر ہو رہا ہے جو رحمت للعالمین ہے۔ پس ہمارے دل اس بات سے زخمی اور چھلنی ہوتے ہیں کہ اگر ظلم کرنے ہیں تو کم از کم اللہ اور رسول کے نام پر ظلم تو نہ کرو۔ اس محسن انسانیت اور رحمت للعالمین کے نام پر ظلم تو نہ کرو۔ اسلام کو بدنام تو نہ کرو۔ لیکن یہ ان کو سمجھ نہیں آتی اور ان کو پتا نہیں ہے یہ کس طرف جارہے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر چلے گی اور انشاء اللہ ضرور چلے گی تو ان کے نام و نشان مٹ جائیں گے۔ نہ ظلم کرنے والے رہیں گے اور نہ ظلم کی پشت پناہی کرنے والے رہیں گے۔ پس ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں، بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ عوام الناس کو بھی علماء کے چنگل سے نکالے اور یہ حقیقت کو سمجھیں اور زمانے کے امام کو پہچاننے والے ہوں۔

نماز جمعہ کے بعد میں انشاء اللہ شہید مرحوم کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشمِ تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

دعاؤں کا خزینہ۔ خلافت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(انیس احمد ندیم۔ نیشنل صدر و مبلغ انچارج جاپان)

خلافتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا فرمودہ بشارات کی حامل اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے قائم ہونے والا نظام ہے۔ اس لیے یہی نظام اُن برکات اور رحمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہیں۔

منہاج النبوۃ پر فائز خلفاء اُن برکات اور فیوض کا تسلسل ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے انبیاء دنیا میں لاتے ہیں۔ انبیاء کی نیابت میں خلفائے وقت کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید و نصرت کے نشانات عطا کئے جاتے ہیں۔ قربِ الٰہی اور قبولیت دعا جیسی صفات کا ظہور انہیں عوام الناس سے ممتاز کرتا ہے۔ خلفاء اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے کھڑے ہوتے ہیں اس لئے ان کا واحد ہتھیار اور سہارا اور طاقت و قوت کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے اور وہ اسی پر انحصار کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں۔ بلکہ بڑا معجزہ ان کا استجابت دعا ہی ہے۔ جب ان کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدت سے بیقراری ہوتی ہے۔ اور اس شدید بیقراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا ان کی سنتا ہے۔ اور اس وقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے۔ کامل مقبولین کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے۔ خدا کے نشان تبھی ظاہر ہوتے ہیں جب اسکے مقبول ستائے جاتے ہیں اور جب حد سے زیادہ ان کو دکھ دیا جاتا ہے تو سمجھو کہ خدا کا نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ کوئی اپنے پیارے بیٹے سے ایسی محبت نہیں کرے گا جیسا کہ خدا ان لوگوں سے کرتا ہے جو دل و جان سے اسکے ہو جاتے ہیں۔ وہ ان کے لئے عجائب کام دکھلاتا ہے اور ایسی اپنی قوت دکھلاتا ہے کہ جیسا ایک سوتا ہوا شیر جاگ اٹھتا ہے۔ خدا مخفی ہے اور اس کے ظاہر کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ وہ ہزاروں پردوں کے اندر ہے اور اس کا چہرہ دکھلانے والی یہی قوم ہے۔“

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22۔ صفحہ 21.20)

آج جماعت احمدیہ دنیا کی سب سے خوش نصیب قوم ہے کہ وہ خلافت کے دامن سے وابستہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرب و محبت اور دعاؤں کے چشمہ سے فیضان پا رہی ہے۔ دنیا کے دوسو ممالک میں بسنے والے احمدی اپنی ہر طرح کی تکالیف اور اضطراب اور عسر و یسر کی کیفیات حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں عرض کر کے ایسی راحت و سکون محسوس کرتے ہیں گویا وہ خدا تعالیٰ کی آغوش اور محفوظ پناہ گاہ میں ہوں۔ ہم میں سے ہر ایک احمدی کیسا خوش بخت ہے کہ ہمارے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی اِس زمانے میں اللہ تعالیٰ کا سب سے مقرب اور محبوب وجود ہمارے لئے دعا گو رہتا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشمِ تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جون 2014ء۔ جرمنی)

گویا ذاتی ہموم و غموم خلیفۃ المسیح کے سپرد ہونے سے احمدی اطمینانِ قلب کی دولت سے مالا مال ہو جاتے ہیں اور یہ وہ نعمتِ بے مثال ہے جو صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو نصیب ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”کونسا دنیوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کونسا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین ہو اور دعا بھی کرتا ہو۔ کونسا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جون 2014ء۔ جرمنی)

خلافت احمدیہ کی 106 سالہ تاریخ ایسے ان گنت واقعات سے عبارت ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان، قبولیت دعا کے عرفان اور خلافتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے مظہر ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

”اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔ تم میرے لئے دعا کرو کہ مجھے تمہارے لئے زیادہ دعا کی توفیق ملے اور اللہ تعالیٰ ہماری ہر قسم کی سستی دور کر کے چستی پیدا کرے۔ میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔“

(منصب خلافت۔ انوار العلوم جلد 2۔ صفحہ 47)

خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر وقت احباب جماعت احمدیہ کی خیر و بھلائی کے طالب رہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

”میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں اور میں ہمیشہ آپ کی دعاؤں کا بھوکا ہوں۔ میں نے آپ کی تسکین قلب کے لئے آپ کے بار ہلکا کرنے کے لئے آپکی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے اپنے ربّ رحیم سے قبولیت دعا کا نشان مانگا ہے اور مجھے پورا یقین اور پورا بھروسہ ہے اس پاک ذات پر کہ وہ میری اس التجا کو رد نہیں کرے گا۔“

(الفضل 30 دسمبر 1965ء۔ صفحہ 12)

جماعت احمدیہ کو ایک ایسے امام کی نعمت حاصل ہے جو ہمارا درد رکھنے والا محبت و شفقت کا پیکر، ہمارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا اور ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ اور ایک احمدی کی تکالیف پر ایسا مضطرب ہونے والا امام ہمیں نصیب ہے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی اور نظام میں ملنی محال ہے۔ اِس کا اظہار اُس ایک واقعہ سے ہی خوب ہوتا ہے جب قادیان کا ایک غریب احمدی اپنی بیوی کی سخت بیماری کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خدمت میں پہنچ گیا اور نہایت نازک حالات کا ذکر کیا ساتھ دوا تجویز کرنے کی بھی درخواست کی۔ حضور نے دوا عنایت فرمائی اور فرمایا کہ جاؤ میں دعا بھی کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے کی دوا اور دعا میں برکت ڈالی اور مریضہ شفایاب ہو گئیں۔ ان صاحب نے بڑے سکون سے رات بسر کی لیکن امام وقت کی کیفیت بھی ملاحظہ ہو کہ جب صبح فجر پر وہی صاحب مسجد میں نظر آئے تو حضور نے حال دریافت فرمایا۔ کہنے لگے الحمد للہ! حضور! دوا کھلاتے ہی خدا تعالیٰ کا فضل ہو گیا۔ حضور نے فرمایا ”کاش تم نور الدین کو بھی خبر دے دیتے تاکہ وہ بھی رات کو سو لیتا“۔

دنیا بھر سے ہزاروں لوگ روزانہ خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعاؤں کے طالب ہوتے ہیں، لیکن یہ تعلق ایسا لطیف اور عجیب ہے کہ ہر احمدی خواہ وہ کسی ملک و قوم کا باشندہ ہو بلا امتیاز ہر لمحہ امامِ وقت کی دعاؤں کے فیضان سے حصہ پا رہا ہوتا ہے۔ حضرت قاضی ظہور الدین اکمل صاحب ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

میں دفتر ”بدر“ میں حسب معمول ایک دن چارپائی پر لیٹے ہوئے بستر کو تکیہ بنائے اور آگے میز رکھے ایڈیٹر و مینیجر کا فرض بجا لا رہا تھا جو مجھے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی ایک چٹ ملی جس پر مرقوم تھا۔

”میں نے آپ کے لئے بہت دعا کی ہے اللہ تعالیٰ نعم البدل دے گا۔ وَلَمْ اَکُنْ بِدُعَائِکَ رَبِّ شَقِیًّا“ میں کچھ حیرت زدہ ہوا کیونکہ یہ تو درست بات تھی کہ میرے دو لڑکے یکے بعد دیگرے چالیس دن کے اندر گولیکی (ضلع گجرات) میں فوت ہو چکے تھے۔ جمشید سات اکتوبر 1908ء کو ساڑھے نو ماہ اور خورشید پلوٹھا گیارہ نومبر 1908ء کو بعمر 5 سال 8 ماہ۔ مگر میں نے حضور کی خدمت میں دعا کی کوئی تحریک نہیں کی تھی۔ آخر معلوم ہوا کہ میری نظم والدۂ عبدالسلام مرحوم حضرت اماں جی نے گھر میں ترنم سے پڑھی۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ آنکھیں بند کئے لیٹے ہوئے تھے جو ناگاہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: الحمد للہ مجھے تو معلوم تھا۔

امّاں جی نے بتایا کہ یہ نظم اکمل صاحب کی ہے جو آپ کی شاگرد سکینۃ النساء کے شوہر ہیں۔ بیچاروں کے دو بیٹے یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت خلیفہ اولؓ پر اس کا ایسا اثر ہو کہ حضور کی توجہ فوراً دعا کی طرف پھر گئی۔ اور اس کے بعد حضور نے مجھے وہ رقعہ لکھا جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔

”اس کے بعد 1910ء میں میرے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے لڑکا تولّد ہوا۔ جس کا نام آپ نے عبدالرحمٰن رکھا (جنید ہاشمی بی۔اے) اور پونے تین سال بعد 1913ء میں دوسرا لڑکا تولّد ہوا جس کا نام آپ نے عبدالرحیم رکھا (شبلی ایم کام) اور اس طرح آپ کی دعا کی قبولیت کا ہم نے نظارہ دیکھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک“

(حیات نور۔ صفحہ 430 تا 432)

جماعت کی خاطر حضرت مصلح موعودؓ کی قلبی کیفیات کا نقشہ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ نے الفاظ میں کھینچا ہے:۔

”پارٹیشن کے پریشانی کے دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک دن عصر کے وقت آپؓ میرے پاس آئے۔ آپ کی آنکھیں سرخ اور متوّرم تھیں۔ آواز میں رقت تھی۔ مگر اس پر پورا ضبط کئے ہوئے تھے۔ مجھے فرمانے لگے ”صبح عید ہے میں شائد آپ لوگوں کو ”عید“ دینی بھول جاؤں۔ کام کی مصروفیت غیر معمولی ہے اور مجھے موجودہ حالات کے متعلق شدید گھبراہٹ ہے۔ گو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری دعا کو سنا ہے اور اس کا یہ وعدہ ہے کہ ”اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعاً“ میں سجدہ کی حالت میں تھا جس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت ملی ہے۔ اور مجھے اس پر پورا ایمان ہے لیکن پھر بھی دعا کی سخت ضرورت ہے تم بھی درد سے دعائیں کرو۔ اللہ تعالیٰ تبلیغ کے راستے ہمیشہ کھلے رکھے۔“

میں نے آپ کا یہ الہام و بشارت نوٹ کر لیا۔ اور اس کے پورا ہونے کی منتظر رہنے لگی۔ آج آپ سب دیکھ رہے ہیں کہ وہ دعا اور پھر اس کا جواب جس میں بشارت تھی کس خوبی اور کس خوبصورتی سے پورا ہوا۔ کس طرح قادیان سے نکلنے کے بعد پھر یہ ساری جمعیت ایک جھنڈے تلے جمع ہوئی اور پھر کس شان و شوکت سے اسلام کی تبلیغ چاردانگ عالم میں پہنچی۔ کس طرح زیادہ سے زیادہ حق کی تڑپ و جستجو رکھنے والے احمدیت کے اس دوسرے مرکز میں جوق در جوق پہنچے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک“

(روزنامہ الفضل 26 مارچ فضل عمر نمبر 1966)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے قادیان میں اپنا ایک مکان بنوایا اور مکان بنوانے کے لیے بعض احباب سے قرض لیا۔ میں پریشان تھا اور چاہتا تھا کہ یہ قرض جلد اتر جائے۔ چنانچہ میں نے رمضان المبارک کے مہینہ میں خصوصیت سے قرض کی ادائیگی کی بابت دعا شروع کی جب دعا کرتے آٹھواں دن ہوا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہم کلام ہوا اور اس پیارے محبوب مولا نے مجھ سے ان الفاظ میں کلام فرمایا۔

”اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا قرضہ جلد اتر جائے۔ تو خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو بھی شامل کرا لے۔“

اس کے بعد جلد معجزانہ رنگ میں یہ قرض اتر گیا۔

(حیات قدسی حصہ چہارم۔ صفحہ 6,7)

خلفائے وقت کی دعائیں بلا تمیز مذہب و ملت انسانیت کے لئے سکون قلب کا باعث بنتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک غانین دوست کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”غانا جب میں پہنچا ہوں تو وہاں کے ایک چیف، نانا اوجیفو صاحب جو عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے وہ پہلی

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

رات مجھے ملنے کیلئے آئے اور نماز کے بعد مجلس میں انہوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ میں آپ کے ہاتھ پر دستی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ جب میں نے مربی صاحب سے وجہ پوچھی تو جو واقعہ سنایا وہ مَیں آپ کو سناتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں یہ خصوصیت کے ساتھ ایک توہّم پرست کاہن قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان لوگوں میں بڑے رسم و رواج ہیں اور بڑے توہّمات ہیں ان کی بیوی کا حمل ہر دفعہ ضائع ہو جاتا تھا اور کبھی مدت پوری نہیں ہوتی تھی۔ اس پریشانی کا ذکر انہوں نے عیسائی پادریوں سے کیا اور دم پھونکنے والے کے پاس گئے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر جب اس طرف سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے امام وہاب صاحب سے بات کی اور کہا کہ میں ہوں عیسائی لیکن مجھے عیسائیت پر سے دعا کا یقین اٹھ گیا ہے۔ آپ لوگوں کے متعلق سنا ہے کہ آپ دعا کرتے ہیں تو خدا قبول بھی کرتا ہے تو اپنے امام کو میری طرف سے یہ ساری کہانی لکھیں اور ان کو بتائیں کہ مصیبت میں ہم گرفتار ہیں ہمارے لئے دعا کریں۔ چنانچہ انہوں نے ان کی دعا کا خط مجھے بھجوایا۔ اب میں نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہوا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایسا کروایا کہ میں نے ان کو جواب لکھا کہ آپ کو بچہ نصیب ہوگا اور بہت ہی خوبصورت اور عمر پانے والا بچہ ہوگا۔ جب حمل ہوا بیوی کو تو ڈاکٹروں نے یہ کہا کہ نہ صرف بچہ مر جائے گا بلکہ بیوی کو بھی لے مرے گا۔ بچہ ایسی حالت میں ہے کہ تمہاری بیوی کی جان کو خطرہ ہے۔ اس لئے تم اس حمل کو ضائع کرادو۔ اس نے کہا کہ ہرگز نہیں مجھے جماعت احمدیہ کے امام کا خط آیا ہے نہ میری بیوی کو کوئی نقصان پہنچے گا نہ میرے بچے کو کوئی نقصان پہنچے گا۔ پھر وہ ہر ہفتے آ کر دعا کی یاد دہانی کرواجاتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نہایت ہی خوبصورت صحتمند بچہ عطا فرمایا اور ان کی بیگم صاحبہ بھی بالکل ٹھیک ٹھاک رہیں کوئی ان کو تکلیف نہ ہوئی مجھے یاد ہے ان کی جو تار یہاں آئی تھی انہوں نے لکھا تھا کہ God has blessed me with a bounding son اس کا مطلب ہے۔ کہ خدا نے اچھلتا کودتا قوت کے ساتھ چھلانگیں لگاتا ہوا بچہ پیدا فرمایا ہے۔ چنانچہ ان کی خواہش تھی کہ میرے ہاتھ پر بیعت کریں۔ اس لئے وہ دیر کرتے رہے۔

(ضمیمہ ماہنامہ خالد ربوہ اگست 1988ء)

ہمارے پیارے امام خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کی قلبی کیفیات کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’خلیفہ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں ان میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لئے یہ ایک ناقابل یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں رہنے والے، بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفہ وقت دعا کرتا ہے کونسا دنیوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کونسا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین ہو اور دعا بھی کرتا ہو۔ کونسا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔...... غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو چاہے جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفہ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو، اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ میں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کرتے رہے‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جون 2014ء۔ جرمنی)

خلیفۂ وقت کے لیے دعائیں

جب خلیفۂ وقت کا وجود ساری جماعت کے لیے برکتوں اور رحمتوں کا خزینہ ہے۔ خلیفہ وقت کا ہر دن اپنی جماعت کے لئے دعائیں کرتے طلوع ہوتا اور ہر سورج دعاؤں کے ساتھ ہی غروب ہوتا ہے اور خلیفہ وقت کی مقبول دعائیں ہر لمحہ ہمارے شامل حال رہتی ہیں اور ہماری غفلت کی گھڑیوں میں یہ دعائیں ہماری حفاظت کا کام کر رہی ہوتی ہیں۔ تو ہم میں سے ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر وقت اپنے محسن اور محبوب امام کے لیے مجسم دعا بنا رہے۔ **اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُس** کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا طالب رہے۔ اور ان پاک مقاصد کی تکمیل کے لیے دعا کرتا رہے جو نظام خلافت کے زیر سایہ ساری دنیا میں جاری و ساری ہیں۔

نیز دعاؤں کے اس چشمہ سے فیضیاب ہونے کے لئے ہر احمدی دلی وابستگی کے ساتھ خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق قائم کرے اور اپنی مشکلات سے نجات، اضطراب سے رہائی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کا متمنی ہونے کے لئے خلافت مسیح موعود علیہ السلام سے وابستہ ہو جائے۔ خدا کرے ہم میں سے ہر ایک کو یہ توفیق ملے کہ وہ اپنے آپ کو سیدنا حضور انور کی ان تڑپتی ہوئی بیقرار دعاؤں کا حسین و شیریں ثمر ثابت کرے اور ہم میں سے ہر ایک احمدی کا وجود امامِ وقت کی روح کو سکون پہنچانے والا ہو۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کے آخری سانس تک خلافت سے وابستہ رکھے اور قدم قدم پر روح القدس کے ساتھ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی تائید و نصرت فرماتا رہے۔ آمین ثم آمین

☆......☆......☆

پریس ریلیز 08 جون 2014ء

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے فرید برگ جرمنی میں مسجد ’دارالامان‘ کا افتتاح

’یہ مسجد اس علاقے کے لوگوں کے لئے امن اور سلامتی اور تحفظ کی ضمانت ہے‘

جماعت احمدیہ مسلمہ کو یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مؤرخہ 7 جون 2014ء کو جماعت احمدیہ مسلمہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمنی کے شہر فرید برگ میں جماعتِ احمدیہ مسلمہ کی طرف سے تعمیر کی جانے والی ’’مسجد دارالامان‘‘ کا افتتاح فرمایا۔

مسجد کے افتتاح کی اس بابرکت تقریب میں تقریباً 200 افراد نے شرکت کی۔ ان معززین میں شہر کے کونسلر Peter Ziebarth، ضلعی کمشنر Joachim Arnold اور سابق صوبائی وزیرِ انصاف، یورپ اینڈ انٹیگریشن Jorg-Uwe Hahn شامل تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رسمی طور پر مسجد کا افتتاح مسجد کے مینار پر نصب یادگاری تختی کی نقاب کشائی اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور شکرانے کی دعا کروا کے فرمایا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد میں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد ایک خصوصی تقریب کا انعقاد ہوا جس میں امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے مہمانان کا خیر مقدم کیا۔ اس کے بعد مختلف مہمانوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

سٹی کونسل کے نمائندہ Peter Ziebarth نے کہا: ’’میرے لئے یہاں Friedberg میں اس نئی مسجد کے افتتاح کے موقع پر شہر کی کونسل کی نمائندگی کرنا ایک فخر کی بات ہے۔ آپ نے جو یہاں مسجد تعمیر کی ہے یہ اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ آپ اس شہر کو اپنا گھر سمجھتے ہیں اور یہ مسجد آپ لوگوں کے اس شہر کے مقامی لوگوں کے ساتھ گھل مل جانے کا ایک ثبوت ہے۔‘‘

ضلعی کمشنر Joachim Arnold نے کہا: ’’معاشرے میں ہر فردِ واحد کا دوسروں کے مذہب اور عقیدہ کی قدر کرنا ایک ضروری بات ہے اور میں جانتا ہوں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ ایسے اقدار کی ترویج اور تعمیل میں پیش پیش ہے۔ آپ لوگوں نے ثابت کر دکھایا ہے کہ آپ امن پسند اور روادار ہیں اور اپنے آپ کو مقامی سوسائٹی کا حصہ بنانا چاہتے ہیں۔‘‘

سابق صوبائی وزیرِ انصاف، یورپ اینڈ انٹیگریشن Jorg-Uwe Hahn نے کہا: ’’میرا خدا کے اس گھر کے افتتاح کے موقع پر موجود ہونا میرے لئے باعثِ فخر ہے۔ مَیں اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ ہماری سوسائٹی میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ یقیناً آپ کی جماعت کی صوبہ ہیسن اور جرمنی میں موجودگی نہایت خوش آئند ہے۔‘‘

اس تقریب کا مرکزی حصہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب تھا۔ حضور انور نے اپنے خطاب میں اس بات کا ذکر کیا کہ مسجد کا نام ’دار الامان‘ رکھا گیا ہے چنانچہ ہر احمدیہ مسجد کی طرح یہ مسجد بھی ہر اُس شخص کے لئے امن اور حفاظت کی ضمانت دے گی جو اس میں داخل ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’اس مسجد میں آنے والے صرف امن میں نہیں ہوں گے بلکہ یہ مسجد اس علاقے کے لوگوں کے لئے، دوستوں کے لئے، ہر شخص کے لئے چاہے وہ کسی بھی مذہب و ملّت کا ہے، چاہے وہ مذہب پر یقین رکھتا ہے یا نہیں، امن اور سلامتی اور تحفظ کی ضمانت ہے۔‘‘

حضور انور نے اسلامی تعلیمات کے آئینے میں دیگر ممالک سے آنے والے افراد کی مقامی معاشرے میں انٹیگریشن پر بات کرتے ہوئے فرمایا: ’’میرے نزدیک Integration کا مطلب ہے کہ جہاں آپ رہتے ہیں، جس شہر میں آپ رہتے ہیں، جس ملک میں آپ رہتے ہیں وہاں کے لئے آپ اپنے دل میں ایک محبت اور پیار بھی پیدا کریں اور اس کی بہتری اور ترقی کے لئے کوشش بھی کریں اور یہی جماعت احمدیہ کا مقصد ہے۔‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدمت انسانیت سے تعلق رکھنے والے بعض projects پر بھی بات کی جن کو جماعت احمدیہ دنیا کے مختلف ممالک میں چلا رہی ہے۔ آپ نے ایک یتیم خانے کا بھی ذکر کیا جو جماعت احمدیہ جرمنی کے زیر انتظام مغربی افریقہ کے ملک بینن میں قائم ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’وہ projects جو جرمنی کی جماعت کو دیئے گئے ہیں اُن پر جب اُن ممالک میں عمل درآمد ہوتا ہے تو نہ صرف یہ کہ ہم خدمت کر رہے ہوتے ہیں بلکہ اُن ملکوں میں جرمنی کی بھی پہچان ہوتی ہے۔ گویا کہ ہم خدمتِ انسانیت کے ساتھ اُن ملکوں میں جرمنی کے سفیر بھی ہیں۔ تو اس طرح جرمنی کے سفیر بن کر وہاں جرمنی کے نام کو بھی روشن کرنے والے ہیں۔‘‘

مزید معلومات کے لئے

media@pressahmadiyya.com

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

بقیہ: رپورٹ دورہ جرمنی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

از صفحہ 20

تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ویزبادن شہر میں تشریف آوری ہوئی۔

مقامی جماعت کے افراد مرد و خواتین، جوان بوڑھے، بچے بچیاں صبح سے ہی اپنے پیارے آقا کی بابرکت آمد پر تیاریوں میں مصروف تھے۔ ان کے لئے آج کا دن کسی عید سے کم نہ تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم ان کی سرزمین پر پڑ رہے تھے۔ ہر کوئی بیحد خوش تھا اور اپنے پیارے آقا کی آمد کا منتظر تھا۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو احباب جماعت نے والہانہ انداز میں اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ بچوں اور بچیوں کے گروپس نے اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے لوائے احمدیت اور جرمنی کا قومی پرچم لہراتے ہوئے دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کئے۔ ہر چھوٹا بڑا اپنے ہاتھ بلند کر کے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ مرد احباب نعرے بلند کر رہے تھے اور خواتین اپنے آقا کے دیدار اور شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔

لوکل امیر جماعت مکرم عبدالبصیر بھٹی صاحب اور ریجنل مبلغ مکرم محمد اشرف ضیاء صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

اس موقع پر ویزبادن شہر کے لارڈ میئر Mr. Seve Gerich اور سٹیٹ سیکرٹری آف سوشل اینڈ انٹیگریشن نے، جو اپنے بعض دیگر ممبران کے ساتھ اس تقریب میں شرکت کے لئے آئے تھے، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

مسجد کے اس قطعہ زمین کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور ایک بڑا محرابی گیٹ بنایا گیا تھا۔ مردوں اور خواتین کے لئے علیحدہ علیحدہ مارکی لگائی گئی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردوں کی مارکی میں تشریف لے آئے۔

....

مسجد مبارک ویزبادن کی تقریب سنگ بنیاد

آج مسجد مبارک ویزبادن کے سنگ بنیاد کی تقریب میں غیر احمدی مہمانوں کی تعداد 412 تھی۔ ان مہمانوں میں ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی Mr. Hans Peter Schickel، صوبہ ہیسن کی صوبائی حکومت کی نمائندگی میں وزارت انٹیگریشن کے سیکرٹری آف سٹیٹ Mr. Jo Dreiseitel، پارلیمانی لیڈر Mr. Roth Ernst-Ewald، ڈیموکریٹ ممبر اسمبلی Mr. Hahn Jorg Uwe، فرانکفرٹ سے ممبر صوبائی اسمبلی Mr. Yuksl Turgut، ممبر اسمبلی صوبہ ہیسن Mrs. Geis Kerstin، ممبر اسمبلی صوبہ ہیسن Mr. Benedetto Corrado، ممبر اسمبلی صوبہ ہیسن Mr. Merz Gerhard، ممبر اسمبلی صوبہ ہیسن Mrs. Schott، میئر Mr. Manfred Ernst، وزارت امیگریشن اینڈ انٹیگریشن کے عہدیدار Mrs. Rudolph Jeanine، پولیس ڈائریکٹر Mr. Dieter Kreppel، نمائندہ پولیس صوبہ ہیسن، نمائندہ پولیس ویزبادن، غیر ملکیوں کی کونسل کے سربراہ Mr. Fischer، کیتھولک چرچ کے پادری Mr. Stephan Arnold۔

اس تقریب میں صوبہ ہیسن کی صوبائی اسمبلی کے چھ ممبران کے علاوہ سٹی پارلیمنٹ کے 9 ممبران بھی شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ پانچ عیسائی پادری، بدھ ازم کے تین لوکل رہنما، سیاسی پارٹیوں کے چھ نمائندے، یونیورسٹیز کے 21 پروفیسرز صاحبان اور اساتذہ، اور علاوہ ازیں وکلاء، ڈاکٹرز، انجینئرز اور مختلف حکومتی دفاتر میں کام کرنے والے حکّام، پولیس کے افسران، بنک کے ڈائریکٹر اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندے اور جرنلسٹس بھی اس تقریب میں شمولیت کے لئے آئے۔

جرمنی میں سب سے زیادہ دیکھے جانے والے دونوں ٹی وی چینلز، RTL اور ZDF کے نمائندے آئے، TV چینل SAT-1 کے نمائندے بھی آئے۔

اس کے علاوہ پرنٹ میڈیا میں اخبار "Fr-Runschau"، اخبار "Wiesbaden Kurier" اور اخبار "Lokale" کے جرنلسٹس بھی آئے۔ ایک بڑی وسیع مارکی ان مہمانوں سے بھری ہوئی تھی۔

....

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم جاوید مبشر صاحب نے کی اور اس کا جرمن ترجمہ عزیزم قاصد احمد بھٹی صاحب اور اردو ترجمہ عزیزم رانا محمد داؤد صاحب نے پیش کیا۔

مکرم امیر صاحب جرمنی کا تعارفی ایڈریس

بعد ازاں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا۔

شہر ویزبادن کا تعارف کرواتے ہوئے امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ اس شہر کی بنیاد 828ء میں رکھی گئی۔ مختلف ادوار میں یہاں بادشاہت قائم رہی ہے۔ اٹھارھویں صدی میں یہ شہر ایک بین الاقوامی تفریحی مقام بنا۔ جنگ عظیم دوم کے دوران یہاں بہت کم تباہی ہوئی۔ یہ شہر صوبہ ہیسن کا دارالحکومت ہے اور پونے تین لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے جس میں سے 28 فیصد پروٹسٹنٹ اور 24 فیصد کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کا تناسب 11 فیصد ہے۔ شہر کی آبادی کے لحاظ سے قریباً 33 فیصد غیر جرمن ہیں اور دنیا کی مختلف قوموں کے لوگ یہاں آباد ہیں۔

یہ شہر گندھک کے گرم چشموں کی وجہ سے بھی مشہور ہے اور جلدی امراض کے مریض یہاں بکثرت اپنے علاج کے لئے آتے ہیں۔

شہر ویزبادن میں 1980ء کی دہائی میں احمدی آکر آباد ہونے شروع ہوئے۔ 1990ء میں باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا اور اب اللہ کے فضل سے یہاں جماعت کی تعداد آٹھ صد پچاس سے زائد ہے اور جرمنی کی فعّال جماعتوں میں اس کا شمار ہوتا ہے اور جماعتی پروگراموں میں اس صوبہ کے سرکردہ افراد شامل ہوتے ہیں۔

یہاں مسجد کی تعمیر کے لئے 2912 مربع میٹر پر مشتمل رقبہ ساڑھے سات لاکھ یورو میں، مئی 2013ء میں خریدا گیا۔ مسجد کے لئے 167 مربع میٹر پر مشتمل دو ہال تعمیر ہوں گے۔ گنبد کا قطر 6 میٹر اور مینارہ کی اونچائی 12 میٹر ہوگی۔ اس کے علاوہ لائبریری، دفاتر اور رہائشی حصہ بھی تعمیر ہوگا۔ یہاں 35 کاروں کی پارکنگ کے لئے جگہ بھی ہوگی۔

....

ویزبادن شہر کی پارلیمنٹ کے ڈپٹی سپیکر کا ایڈریس

امیر صاحب جرمنی کے اس تعارفی ایڈریس کے بعد شہر کی پارلیمنٹ کے ڈپٹی سپیکر Mr. Schickel نے لارڈ میئر کی نمائندگی میں اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

’’عزت مآب خلیفۃ المسیح! آج کا دن جماعت احمدیہ کے لئے بڑا اہم اور بڑی خوشی کا دن ہے۔ آج کے دن کے لئے آپ لوگوں نے 25 سال انتظار کیا ہے۔ آج یہاں مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب ہے اور یہ نہایت اہم دن ہے۔ مَیں اس خوشی کے موقع پر شہر کی پارلیمنٹ اور لارڈ میئر کی طرف سے سلام عرض کرتا ہوں اور نیک تمناؤں اور نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں۔ آپ کی جماعت شہر میں مختلف موقعوں اور پروگراموں میں بڑا فعال اور مثبت کردار ادا کر رہی ہے۔

آپ یہاں غیر قوموں کے لوگوں سے تعلق قائم کرنے میں سب سے آگے ہیں اور اپنے مختلف پروگراموں، Open Day اور قرآن کریم کی نمائش اور سیمینارز کے ذریعہ غیر مسلموں میں وہ خوف دُور کرتے ہیں جو بعض دوسرے شدّت پسند مسلمانوں کے رویّہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ آپ ہمیشہ امن کے قیام کی کوشش کرتے ہیں۔

آزادیٔ مذہب ہمارے دستور کا حصہ ہے۔ ہمارے شہر کی انتظامیہ یہ کوشش کرتی ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کو سمجھنے والے ہوں، ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں اور ایک دوسرے کا احترام کرنے والے ہوں تاکہ اس شہر میں ہمیشہ امن قائم رہے۔

مَیں ہر لحاظ سے شہر کی انتظامیہ کی طرف سے اور لارڈ میئر کی طرف سے آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں۔ لارڈ میئر صاحب یہاں آئے تھے اور انہیں یہاں سے جانا پڑا۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی تھی کہ مَیں اُن کی طرف سے خلیفۃ المسیح کی خدمت میں تحفہ پیش کروں۔ آخر پر مَیں ایک مرتبہ پھر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔‘‘

اپنے اس خطاب کے بعد موصوف نے حضور انور کی خدمت میں ایک روایتی بوتل میں ویزبادن شہر کے چشموں کا پانی پیش کیا اور بتایا کہ یہ پانی دو ہزار سال سے زائد عرصہ سے شفا کا پہلو رکھتا ہے اور یہ پانی جماعت کے لوگوں اور مسجد کے لئے ہمیشہ دستیاب ہے تاکہ جماعت اور بھی زیادہ پھولے پھلے۔

وزارت انٹیگریشن کے سیکرٹری آف سٹیٹ کا ایڈریس

موصوف کے اس ایڈریس کے بعد صوبہ ہیسن کی صوبائی حکومت کی نمائندگی میں وزارت انٹیگریشن کے سیکرٹری آف سٹیٹ Mr. Dreisetel نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

’’عزت مآب خلیفۃ المسیح! میرے لئے یہ ایک اعزاز کی بات ہے کہ اس طرح مَیں آج ایک اہم تقریب میں شامل ہو رہا ہوں۔ مَیں آج مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اب ہمارا یہ معمول بن چکا ہے کہ صوبہ ہیسن کے وزراء اور عہدیداران جماعت احمدیہ کی تقریبات میں شامل ہوتے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں اس صوبہ میں جماعت کی مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔ Bruchsal کی مسجد ہے، اس کے علاوہ آپ کی Floersheim کی مسجد عطاء ہے۔ پھر جامعہ احمدیہ تعمیر ہوا اور اس کا افتتاح ہوا۔ مَیں ان سب پروگراموں میں شامل ہوا تھا۔

آپ کی مساجد کی تعمیر کا آغاز 1959ء میں ہوا جب فرانکفرٹ میں مسجد نور بنائی گئی۔ اُس وقت مسجد کا تعمیر ہونا ایک غیر متوقع بات تھی۔ لیکن اب بہت سی مساجد بن چکی ہیں اور جرمنی میں باقی یورپ کی طرح بہت سے مذاہب کا اکٹھا ہونا عام بات ہو چکی ہے۔

آج کے دَور میں مسلمان جرمنی میں اور صوبہ ہیسن میں آزادانہ طور پر رہ رہے ہیں اور اس چیز کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ صوبہ ہیسن کے اسکولوں میں اسلامی تدریس کا نظام عمل میں آیا ہے اور اسلامی تدریس کے اس نظام کے قیام میں جماعت احمدیہ کا بڑا ہاتھ ہے۔

گزشتہ کچھ عرصہ میں جماعت کو یہاں ایک بڑا مقام ملا ہے اور جماعت احمدیہ کو بطور پہلی اسلامی جماعت کے جرمنی کے اس صوبہ میں چرچ کے برابر مقام حاصل ہوا ہے۔ یہ ایک خاص اعزاز بھی ہے اور بڑی اہم ذمہ داری بھی ہے۔

آپ کی یہاں مسجد کی تعمیر ویزبادن شہر سے باہر بھی ایک علامت کے طور پر ہے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ یہ مسجد امن کے قیام کا ذریعہ بنے اور یہاں سے امن پھیلایا جائے۔ آخر پر مَیں پھر نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں۔‘‘

....

بعد ازاں سات بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا:

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع سنگ بنیاد مسجد مبارک Wiesbaden

تشہد و تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمدللہ یہاں ایک لمبے عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو مسجد بنانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ اس شہر کی اہمیت کے بارہ میں امیر صاحب جرمنی نے بہت کچھ بتایا ہے، بہت پرانا شہر ہے، تفریحی مقام ہے، بادشاہ یہاں آتے رہے اور پھر مختلف مذاہب کے لوگ یہاں رہنے والے ہیں۔ اس شہر کی اہمیت کے لحاظ سے ایک بڑی خاصیت جو اس شہر کی ہونی چاہئے اور ہے وہ یہ کہ تفریحی مقام ہونے کے لحاظ سے بھی اور ایک ایسا شہر ہونے کے لحاظ سے بھی یہاں مختلف قومیں اور لوگ آباد ہیں۔ یہاں ہمیشہ امن اور سلامتی رہنی چاہئے۔ ہر رہنے والا ایک دوسرے کو سلام اور محبت اور پیار کا پیغام دینے والا ہونا چاہئے۔

پس جماعت احمدیہ کا یہی پیغام ہے جو ہم ہر جگہ لے کر جاتے ہیں اور یہاں کے رہنے والے احمدیوں کو یہی پیغام پہلے سے بڑھ کر یہاں کے شہریوں کو اور لوگوں کو دینا ہے۔ اور اگر کوئی غلط فہمیاں ہیں بھی گو کہ جو تھیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ختم ہو چکی ہیں۔ پس آپ نے یہی پیغام دینا ہے کہ اسلام امن کی تعلیم دیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: کچھ عرصہ ہوا ایک پرانی رپورٹ مَیں دیکھ رہا تھا مجھے یاد آ گئی۔ یہاں ایک فنکشن ہو رہا تھا تو ایک صاحب جن کو اسلام کے بارہ میں کچھ غلط فہمیاں تھیں لٹریچر لے کر آئے اور مقصد یہ تھا کہ ہمارے خلاف یا اسلام کے خلاف اسے تقسیم کریں۔ جو بھی خدام ڈیوٹی پر موجود تھے تو انہوں نے گیٹ پر جہاں فنکشن ہو رہا تھا اسے کرسی پیش کی کہ آپ بیٹھیں، اور جو بھی اپنا لٹریچر دے رہے ہیں بیشک تقسیم کریں، چائے پئیں۔ اور اس طرح ان کی خاطر تواضع کی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ یہ کہتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے کہ تم لوگ بہت مہمان نواز ہو، میرا تم سے مقابلہ نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک احمدی کا یہ کردار ہے کہ اگر وہاں سختی سے اسے روکا جاتا یا کوئی سختی کا جواب دیا جاتا تو لڑائی اور جھگڑے کی صورت پیدا ہوتی۔ لیکن ان کو انہوں نے بڑے پیار سے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اپنا کام کئے جائیں جو ہمارے خلاف لٹریچر تقسیم کرنا ہے وہ تقسیم کریں، ہم اپنا کام کیے جا رہے ہیں، ہمارا ایک فنکشن ہو رہا ہے۔ اس میں ہم اسلام کا محبت اور پیار کا پیغام پہنچاتے رہیں گے۔ اور اسی بات نے ان کو قائل کر لیا۔ اسی

بات نے ان کے دل کو نرم کر دیا اور وہ معذرت کرتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔ تو ایک احمدی مسلمان کا، ایک حقیقی مسلمان کا یہ کردار ہے جو ہر جگہ ظاہر ہونا چاہئے۔ اور جب ہماری مساجد بنتی ہیں تو اس کردار کا پہلے سے بڑھ کر اظہار ہوتا ہے۔

پس آپ لوگ جو یہاں کے رہنے والے ہیں، احمدی جو یہاں رہتے ہیں اس علاقے کے لوگوں میں یہ پیغام پہنچائیں کہ اللہ تعالیٰ تو ہمیں قرآن کریم میں یہ حکم دیتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں انصاف اور عدل سے دور نہ لے جائے کیونکہ یہ تقویٰ سے دوری ہے اور تقویٰ سے دوری اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے قریب نہیں آتا جو تقویٰ سے دور ہوں اور جس قوم کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو وہ کس طرح یہ برداشت کرسکتی ہے کہ تقویٰ سے دوری ہو۔

پس جب ہم نے دشمن سے بھی پیار اور محبت کا سلوک کرنا ہے، ہمارے دل میں کسی کے لئے کوئی دشمنی نہیں۔ لیکن اگر کسی کے دل میں ہمارے لئے کوئی بغض اور کینہ ہے اور وہ اس کا اظہار کرتا ہے، تب بھی ہم نے اس سے پیار اور محبت کا سلوک کرنا ہے۔ اگر کوئی ایسا موقع آجائے جہاں انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں تو اگر وہ شخص جو ہمارے خلاف ہے وہ بھی حق پر ہے تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی دشمنی ہمیں اس بات کی طرف مائل نہ کردے کہ ہم اس کا حق مارنے والے ہوں۔ پس جہاں قرآن کریم کا یہ حکم ہو کہ جو تمہارے دشمن ہیں ان سے بھی نیک سلوک کرنا ہے وہاں یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ جو ہم سے پیار اور محبت کا سلوک کرنے والے ہیں اور آج یہاں بیٹھے ہوئے مقامی لوگ اس بات کا ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان لوگوں کے دل میں جماعت کے لئے ایک محبت اور پیار کا جذبہ ہے۔ یہاں جو مختلف مقررین آئے یا پیغام دینے والے آئے سب نے اس بات کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو پیغام ہے وہ محبت اور پیار کا پیغام ہے اور یہ صرف اسٹیج پر آکر بات کہہ دینا نہیں بلکہ مقامی جرمن دوستوں کی یہاں موجودگی مجھے اس بات کا اور بھی زیادہ ثبوت مہیا کر رہی ہے کہ اللہ کے فضل سے یہاں کے لوگ اسلام کے خلاف نہیں، مسلمانوں کے خلاف نہیں بلکہ چند ان لوگوں کے خلاف شاید ہوں جنہوں نے دنیا میں فساد پیدا کیا ہوا ہے۔

پس آپ جو ہمارے جرمن مہمان یہاں بیٹھے ہیں۔ آپ سے مَیں یہی درخواست کروں گا کہ اس محبت، امن کے پیغام کو دوسروں تک بھی پہنچائیں اور ان شکوک و شبہات کو یہاں کے باقی لوگوں کے دلوں سے بھی دور کرنے کی کوشش کریں کیونکہ آپ یہاں آکر ہمیں دیکھ چکے ہیں۔ آپ کے احمدیوں سے تعلقات یقیناً اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپ نے احمدیوں میں کوئی برائی نہیں دیکھی بلکہ پیار اور محبت دیکھی ہے۔ جن میں برائیاں نظر آتی ہوں، جن سے نفرتیں پھوٹتی ہوں ان کے قریب کوئی نہیں آتا۔ اور بجائے دوستی کے ان سے نفرت یا کراہت پیدا ہوتی ہے۔

لیکن آپ لوگوں کی یہ دوستی، اس بات کا ثبوت ہے اور اس کی مجھے بڑی خوشی ہے کہ یہاں کے احمدیوں نے بھی مقامی لوگوں سے، جرمن لوگوں سے تعلقات رکھے ہوئے ہیں اور یہ ان کا حق بھی ہے۔ ہم پاکستان سے آئے ہوئے جو احمدی ہیں، جہاں ہمیں مذہب کی آزادی مہیا نہیں کی جاتی، یہاں کی جرمن قوم کے دل میں اللہ تعالیٰ نے نرمی ڈالی اور انہوں نے یہاں نہ صرف ہمیں مذہبی آزادی دی، نہ صرف ہمیں رہنے کا حق دیا بلکہ ہمارے ساتھ بڑھ کر محبت کا اظہار بھی کیا اور آج اتنے زیادہ لوگوں کی یہاں موجودگی اِسی محبت کا اظہار ہے اور یہ محبت یکطرفہ نہیں ہے، اگر ہم محبت کا پیغام دیتے ہیں، تو جرمن لوگ جو میرے سامنے بیٹھے ہیں اِن کا یہاں بیٹھنا اس محبت کے پیغام کا جواب ہے۔ پس میں اس لحاظ سے بھی آپ سب مہمانوں کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے حق کی خاطر، صرف لوگوں کی باتیں سن کر نہیں بلکہ حق کی خاطر اپنی دوستی کا ثبوت دیا ہے اور یہاں تشریف لائے ہیں اور اس لحاظ سے آپ سب لوگ بہت شکریہ کے مستحق ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مسجد بن جائے گی تو پہلے سے زیادہ اظہار یہاں کے احمدیوں سے محبت اور پیار اور امن اور سلامتی کا آپ دیکھیں گے اور یہ واضح ہوجائے گا کہ مسجدیں نفرتوں کے نعرے لگانے کے لئے نہیں بلکہ مسجدیں محبت پیار اور امن اور سلامتی بانٹنے کے لئے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسجد بھی اس علاقے میں پہلے سے بڑھ کر محبت اور پیار کو بانٹنے والی ہوگی۔

یہاں لارڈ میئر کے نمائندے نے ایک بوتل پانی کی مجھے دی جس میں کہتے ہیں کہ بیماریوں کا علاج ہے۔ یہاں کے بہت سارے کیمیکل اس پانی میں شامل ہیں۔ پانی زندگی کی علامت ہے۔ چاہے وہ مادی زندگی ہو یا روحانی زندگی اور روحانی زندگی کا ہی وہ پانی ہے جس کو لے کر اس زمانے میں بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود اور مہدی موعود علیہ السلام آئے جن کو ہم نے مانا۔ آپؑ نے یہی اعلان کیا کہ 'میں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر'۔

پس یہ وہ روحانی پانی ہے جو ہمیں پلایا گیا اور اسی روحانی پانی کی وجہ سے ہمارے اندر وہ جذبات ہیں جو ہر ایک سے نیکی اور پیار کا سلوک کرنے والے ہیں۔ اور یہی وہ جذبات ہیں جو ہم ہر جگہ پھیلانے والے ہیں اور یہی وہ پانی ہے جو پی کر ہم اپنی روحانی حالت ٹھیک کر کے پھر آگے اس نور کو پھیلانے والے ہوں گے جو نور دنیا کو چاہئے اور مسجد اس نور کو پھیلانے کا ایک Symbol ہے اور ایک ایسی جگہ ہے جہاں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں، اپنے خدا کو پہچانتے ہیں، اس کی عبادت کرتے ہیں اور پھر جہاں اپنی روحانیت میں ترقی کرتے ہیں وہاں دوسروں کو بھی اس روحانیت سے فیضیاب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پس مجھے امید ہے کہ یہاں کے احمدی اس مسجد کی تعمیر کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر اپنے اندر جہاں روحانیت میں ترقی کرنے والے ہوں گے وہاں اس روحانیت کو علاقے میں پھیلانے والے بھی ہوں گے، دنیا کو فیض پہنچانے والے بھی ہوں گے۔ محبت اور پیار اور بھائی چارہ کو پھیلانے والے ہوں گے۔ اسلام کے خلاف جو شکوک وشبہات ہیں جو بعض لوگوں نے پیدا کئے ہوئے ہیں ان کو دور کرنے والے ہوں گے کہ اسلام کی تعلیم ایسی نہیں جو کسی قسم کی سختی یا تشدد کا حکم دیتی ہے بلکہ بعض لوگوں کے ایسے عمل ہیں جنہوں نے خود ساختہ تعلیم بنا کر اس کو اسلام کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ پس یہ ان کی خود ساختہ تعلیم ہے نہ کہ اسلام کی تعلیم کہ شدت پسندی کا اظہار کیا جائے یا سختی کی جائے یا تشدد سے کسی کے حقوق غصب کیے جائیں۔ اسلام تو وہ دین ہے جو پیار اور محبت پھیلانے والا ہے۔ بانی جماعت احمدیہ نے کہا کہ میں ہرگز پسند نہیں کرتا۔ الفاظ میرے ہیں مفہوم یہی ہے کہ کہیں بھی کسی دوسرے کے حقوق تلف نہ کئے جائیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ تم دوسروں کے حقوق کا اسی طرح خیال رکھو جس طرح تم اپنے ذاتی حقوق کا خیال رکھتے ہو۔ پس جب ذاتی حقوق کا خیال رکھو گے اور اس بات کو سمجھ کر حقوق کا خیال رکھو گے کہ میں نے اپنے بھائی سے بھی وہی سلوک کرنا ہے اور اس کے حقوق کو اسی طرح ادا کرنا ہے جس طرح مَیں اپنے حقوق حاصل کرنے کی دوسروں سے توقع رکھتا ہوں تو تبھی پیار اور محبت اور بھائی چارے اور امن کی فضا قائم ہوتی ہے۔

پس یہ پیغام ہے جو جماعت احمدیہ ہر جگہ پہنچاتی ہے اور یہی پیغام ہے جو آج مختصراً میں نے اپنے مہمانوں کو بھی دیا ہے۔ اور اسی پیغام کی یاددہانی کے لئے میں نے احمدیوں کو بھی نصیحت کی ہے کہ اس پیغام کو پہلے سے بڑھ کر آپ علاقے میں پہنچانے والے بنیں تاکہ اسلام کے خلاف اگر شکوک وشبہات ہیں تو ہم اس کو دور کرنے والے ہوں۔ بعض دفعہ شکوک وشبہات یہ ہوتے ہیں کہ جب تک مسجد نہیں بنی شاید ہمیں دکھاوے کے لئے ان کے اچھے عمل ہوں اور جب یہ اپنی مسجد بنالیں ان کا سنٹر بن جائے تو ان کے رویے کچھ اور ہو جائیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ دنیا میں جہاں بھی جب بھی مسجد بنی ہے وہاں پیار اور محبت کے سوتے اور چشمے پہلے سے بڑھ کر پھوٹے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مسجد بن جائے گی تو یہاں بھی پہلے سے بڑھ کر اس کا اظہار ہوگا۔

ان چند الفاظ کے بعد میں سب مہمانوں کا بہت تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ یہاں آئے اور اپنی محبت اور دوستی کا ثبوت دیا۔ جزاک اللہ۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بج کر پچاس منٹ تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سنگ بنیاد رکھنے کے لئے مارکی سے باہر تشریف لے آئے اور جو جگہ اس غرض سے تیار کی گئی تھی وہاں دعاؤں کے ساتھ پہلی اینٹ نصب فرمائی۔

بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّھا العالی نے دوسری اینٹ نصب فرمائی۔

اس کے بعد مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے ایک اینٹ رکھی۔ آپ کے بعد سیکرٹری آف سٹیٹ Mr. Jo Dreiseitel، نائب صدر سٹی پارلیمنٹ Mr. Hans Peter Schickel اور ممبر صوبائی اسمبلی Mr. Roth Ernst-Ewald نے بھی ایک ایک اینٹ رکھی۔

بعد ازاں علی الترتیب درج ذیل جماعتی عہدیداران کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی:

مکرم حیدر علی ظفر صاحب (مبلغ انچارج جرمنی)، عبدالماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)، مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)، محمد اشرف ضیاء صاحب (ریجنل مبلغ)، چوہدری افتخار احمد صاحب (صدر مجلس انصاراللہ)، عطاء الحلیم صاحب (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ)، مکرمہ امۃ الحیٔ صاحبہ (نیشنل صدر لجنہ جرمنی)، مکرم وسیم غفار صاحب (نیشنل سیکرٹری تعلیم)، مکرم عبدالبصیر بھٹی صاحب (لوکل امیر)، مکرم مسعود احمد صاحب (ناظم علاقہ)، مکرم عمر عزیز صاحب (زونل قائد)، مکرم طلعت Sibia صاحبہ (صدر لجنہ سٹی)، مکرم محمد محمود احمد صاحب (صدر حلقہ Nord)، مکرم ناصر احمد خان صاحب (صدر حلقہ ویسٹ)، مکرم رفیع احمد طاہر صاحب (صدر حلقہ Sud)، مکرم مظفر احمد شمس صاحب (صدر حلقہ Mitte)، مکرم افضال احمد صاحب (صدر حلقہ Niedernhausen)، مکرم ملک وحید احمد صاحب (صدر حلقہ Ost)۔

ان جماعتی عہدیداران کے علاوہ ایک واقفہ نو بچی عزیزہ دانیہ احمد اور ایک واقف نو طفل عزیزم عدنان احمد نے بھی ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت پائی۔

سنگ بنیاد کی اس تقریب کے دوران احباب جماعت ساتھ ساتھ ربّنا تقبّل منّا انّک انت السّمیع العلیم کی دعا کا ورد کرتے رہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس مارکی میں تشریف لے آئے جہاں ریفریشمنٹ اور چائے وغیرہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس دوران مختلف مہمان باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پاس آکر شرف ملاقات پاتے رہے۔ حضور انور ازراہ شفقت ان سے گفتگو فرماتے اور مہمان شرف مصافحہ حاصل کرنے کی سعادت پاتے۔

اخباری نمائندہ کا انٹرویو

اس دوران ایک اخبار "Journal Wiesbaden" کی نمائندہ جرنلسٹ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئی اور سوال کیا کہ حضور انور کے آج کی تقریب کے بارہ میں کیا تاثرات ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک بہت خوشی کا موقع ہے کہ مقامی احمدیوں کو اتنے عرصہ کے بعد یہاں پر مسجد تعمیر کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ مسجد کی تعمیر کے ذریعہ یہاں کے احمدی خدا کی عبادت کرسکیں گے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

پھر جرنلسٹ خاتون نے عرض کیا کہ حضور انور ویزبادن کے لوگوں کو اگر کوئی پیغام دینا پسند کریں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے تھوڑی دیر پہلے ویزبادن کے لوگوں کو خطاب کیا ہے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوفہ نے بتایا کہ وہ سارا خطاب نہیں سن سکی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میرا پیغام یہ ہے کہ اپنے خالق کو پہچانو اور مخلوق کی خدمت کرو۔ احمدی جہاں بھی جاتے ہیں محبت کا پیغام لے کر جاتے ہیں۔ اگر دنیا میں محبت اور امن پھیلانا ہے تو ہمیں لوگوں کی کمزوریوں کو نظرانداز کرنا ہوگا۔ بجائے دوسروں کی غلطیاں ڈھونڈنے کے اپنی غلطیاں دیکھنی چاہئیں۔ جب اپنی غلطیوں کا اندازہ ہوجائے تو دوسروں میں اچھائیاں بھی نظر آئیں گی۔ اس پر اس خاتون نے کہا کہ حضور انور کا بیان بڑا پُرحکمت ہے۔

....

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے خواتین کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت پایا اور بچیوں نے گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے اور یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

بعد ازاں لوکل مجلس عاملہ کے ممبران اور دیگر عہدیداران نے گروپ کی صورت میں حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ اس دوران تمام بچے مارکی سے باہر ایک قطار میں کھڑے ہو چکے تھے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان تمام بچوں کو بھی چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے احباب میں رونق افروز رہے اور اس دوران حضور انور نے یہاں کی انتظامیہ سے اس قطعہ زمین کے اردگرد کے علاقہ اور عمارات کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ اس موقع پر امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ اس قطعہ زمین کے سامنے وہ ساتھ والا گھر ہمارے ایک احمدی دوست ضیاء اللہ ندیم صاحب کا ہے۔ چنانچہ حضور انور ازراہ شفقت اس گھر میں تشریف لے گئے۔ اس گھر کے مکینوں کی خوشی ناقابل بیان تھی۔ ان کی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ کبھی خلیفۃ المسیح ہمارے گھر آئیں گے۔ زہے قسمت زہے نصیب۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق نو بجے یہاں سے واپس بیت السبوح فرانکفرٹ کے لئے روانگی ہوئی اور قریباً نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد ساڑھے نو بجے بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔

نو بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

تقریب میں شامل مہمانوں کے تاثرات

مسجد مبارک ویزبادن کے سنگ بنیاد کی یہ تقریب ایک غیرمعمولی تقریب تھی جس میں چارصد سے زائد غیرازجماعت مہمان، جرمن مہمان شامل ہوئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے بعد بہت سے مہمانوں نے برملا اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔

☆ اس قطعہ زمین کی مالکہ ایک بیوہ تھی جس نے چالیس سال تک یہ پلاٹ اپنے پاس رکھا۔ بعدازاں بڑھاپے کی وجہ سے شہر کی انتظامیہ کو فروخت کردیا۔ یہ خاتون تقریب میں موجود تھی۔ حضور انور کا خطاب سن کر کہنے لگی کہ مجھے خوشی ہے کہ جس جگہ کی مَیں مالک تھی اب میرے بعد وہاں خدا کی عبادت کی جائے گی اور اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا گھر آباد ہوگا اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ خلیفۃ المسیح نے جو کچھ کہا ہے اس سے مجھے بہت اطمینان ہوا ہے کہ واقعی جیسا کہا گیا ہے، ویسا ہی ہوگا۔

☆ ایک ممبر صوبائی اسمبلی نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آج چوتھی بار خلیفۃ المسیح کو دیکھا ہے۔ پہلے SPD کے عہدیداران کے ساتھ ملاقات کرچکا ہوں۔ بہت سادگی مگر یقین کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ ان کا امن کا پیغام کہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' پر اگر دنیا کے مختلف حصوں میں عمل ہوتا تو آج دنیا بہتر حالت میں ہوتی۔

☆ ایک مہمان نے کہا کہ خلیفۃ المسیح نے جو پیغام دیا ہے مَیں اس سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ اگر ہر مذہب اسی طرح کام کرے تو دنیا جنت سے کم نہ ہو۔

☆ ایک مہمان نے کہا کہ آج کے خطاب سے یہ نظر آتا ہے کہ خلیفۃ المسیح دنیا میں ایک تبدیلی کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کی شخصیت سے محبت جھلکتی ہے۔

☆ ایک خاتون مہمان نے بتایا کہ ایک احمدی لڑکی نے ہمارے ہاں کام کیا جس طرح اُس نے اپنے مذہب اور اقدار کی نمائندگی کی مَیں اس سے بہت متأثر ہوئی اور اس طرح جماعت سے رابطہ ہوا۔ آج خلیفۃ المسیح کے خطاب نے بہت متأثر کیا ہے۔ خلیفہ ایک خاص انسان ہیں۔ ان کے الفاظ بڑی حکمت کے ساتھ چُنے ہوئے تھے اور بڑا پُراثر خطاب تھا۔

☆ بدھ مت کے ایک نمائندہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفۃ المسیح بہت سادہ انسان ہیں۔ محبت کی صرف بات ہی نہیں کرتے اس پر عمل بھی کرتے ہیں اور بہت مؤثر خطاب کیا ہے۔

☆ ایک کیتھولک عیسائی مہمان نے کہا کہ میں آج خلیفۃ المسیح کے خطاب سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ کیتھولک پروگراموں پر بھی ہمیں اس طرح محبت سے خوش آمدید نہیں کہا جاتا جس طرح آپ نے غیر مذہب ہونے کے باوجود ہمیں خوش آمدید کہا ہے۔

☆ ایک خاتون مہمان نے بتایا کہ میں خلیفہ کا جو پیغام ساتھ لے کر جا رہی ہوں وہ محبت ہے۔ یہاں تمام لوگ بہت پیار سے ملے۔ بہت منظّم پروگرام تھا۔ جب ہم گاڑی پر آئے تو شروع سے ہی بااخلاق لوگوں سے ملے جنہوں نے ہمیں راستہ بتایا۔ ہمیں ہر چیز نے متأثر کیا ہے۔ خلیفہ کی نگاہ میں حیا ہے۔ خلیفہ کے خطاب نے ہم پر گہرا اثر کیا ہے۔

☆ پولیس کے نمائندہ نے کہا کہ وہ اپنے یونیفارم میں آئے ہیں تاکہ ظاہر کریں کہ پولیس اس مسجد کے ساتھ کھڑی ہے۔ خلیفہ کے الفاظ جو جرمن ترجمہ کے ساتھ مجھ تک پہنچے بہت متأثر کن تھے۔

☆ ایک مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ کی بات بہت دوستانہ، ذاتی اور براہ راست تھی۔ خلیفہ کا پیغام ہمیں پہنچ گیا ہے کہ ہمیں ایک دوسرے سے محبت کرنی چاہیے، نفرت نہیں۔ اسلام کو کچھ لوگوں کے افعال کی وجہ سے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ میں خلیفہ کے خطاب سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ ویزبادن میں آپ کی مسجد ضرور بننی چاہیے۔

☆ ایک مہمان نے بیان کیا کہ خلیفہ نے آج بہت خوبصورت باتیں کیں، بہت سوچ کر الفاظ کا چناؤ کیا، ویزبادن کی صورتحال کو سامنے رکھ کر بات کی۔ مجھے آج خلیفہ کی باتیں سن کر بہت سکون ملا۔ میں بہت متأثر ہوا ہوں، یہ مسجد تو بہت پہلے بن جانی چاہیے تھی۔

☆ ایک مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ بہت اچھا ماحول تھا۔ سب لوگ ہی اچھے اخلاق والے ہیں۔ میں حضور انور کی شخصیت سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ بڑی پُرسکون شخصیت ہے۔ آپ کے خطاب کے الفاظ بہت اثر کرنے والے تھے۔ آپ نے بڑے سوچ سمجھ کر الفاظ کہے۔ یہاں مسجد کی تو بڑی دیر سے ضرورت تھی کیونکہ جماعت بڑھتی چلی جارہی ہے۔

☆ ایک مہمان نے بتایا کہ میرا احمدیت سے تعارف میرے ایک احمدی ہمسایہ کے ذریعہ ہوا۔ اُس نے مجھے آج کی تقریب میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ میں خلیفہ کو دیکھ کر بہت متأثر ہوا ہوں۔ حضور انور کو دیکھ کر مجھ پر ایک سنجیدگی سی طاری ہوئی۔ مجھے ایک حرارت سی محسوس ہوئی کہ یہ شخص دنیا کو بدلنے کی، دنیا میں امن قائم کرنے کی کتنی کوشش کر رہا ہے، مجھ میں ایک مثبت تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔

☆ ایک مہمان نے بتایا کہ میں ویزبادن کی ایک انشورنس کمپنی میں کام کرتا ہوں۔ ایک ٹیکسی چلانے والے احمدی کے ذریعہ میرا جماعت سے رابطہ ہوا۔ اور آج مجھے یہاں آنے کی دعوت دی گئی۔ آج خلیفۃ المسیح کو دیکھ کر میں جذبات سے مغلوب ہوگیا اور بہت متأثر ہوا۔ ہر قوم کے لوگوں کو حق ہونا چاہیے کہ وہ اپنی عبادتگاہ تعمیر کرسکیں۔

☆ ایک مہمان خاتون نے بتایا کہ ایک احمدی فرد نے ہمارے ہاں ایک سال کے لئے رضاکارانہ طور پر سماجی خدمت کی اور مجھے بہت متأثر کیا کہ کس طرح آپ احمدی لوگ اپنے دین کے ساتھ مضبوطی سے جُڑے ہوئے ہیں۔ آج خلیفۃ المسیح کے خطاب اور شخصیت نے ہمیں بہت متأثر کیا ہے۔ خلیفۃ المسیح کا خطاب پُرحکمت، پُرمعارف اور الفاظ کا انتخاب بہت اعلیٰ تھا۔

☆ ایک مہمان دوست Georg Marquart نے بتایا کہ میں آج تیسری مرتبہ جماعت کے کسی پروگرام میں شامل ہوا ہوں۔ یہ تقریب بہت متأثر کن تھی۔ حضور کا خطاب ہم نے سنا ہے، الفاظ کا چناؤ بہت اعلیٰ تھا۔ ہمیں اس خطاب نے بہت متأثر کیا ہے۔

☆ ایک خاتون ٹیچر نے لجنہ کی طرف پروگرام دیکھا اور کہا کہ کئی بچیاں حضور انور سے چاکلیٹ لیتے ہوئے رو رہی تھیں۔ اتنی چھوٹی عمر میں کسی سے ایسی محبت میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ میں آج بہت متأثر ہوئی ہوں۔

☆ ایک مہمان خاتون ٹیچر نے ایک چھوٹی بچی سے جسے حضور انور نے چاکلیٹ عطا فرمائی تھی، مانگ کر ایک ٹکڑا لے کر کھایا اور بتایا کہ میں نے صرف برکت حاصل کرنے کے لئے مانگی ہے۔

☆ ایک خاتون کے ترجمہ والے آلہ میں کوئی خرابی ہوگئی۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے بغیر ترجمہ کے حضور انور کی باتیں سنیں۔ مجھے بہت سکون ملا اور مجھ پر ایک روحانی کیفیت طاری ہوگئی۔

☆ ایک مہمان نے بتایا کہ میں نے پہلی دفعہ خلیفہ کو دیکھا ہے بہت متأثر ہوا ہوں۔ اب جلسہ پر بھی جاؤں گا اور تین دن وہاں ہی رہوں گا۔

....

پریس اور میڈیا میں کوریج

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے مسجد مبارک ویزبادن کے سنگ بنیاد کی تقریب کو بھرپور کوریج دی ہے۔

سنگ بنیاد کی تقریب سے پہلے Radio FFH نے خبر دی کہ آج ویزبادن میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔ یہ خبر ان کے آن لائن صفحہ پر بھی شائع ہوئی۔

ریڈیو HR Info نے بھی تقریب سے پہلے تفصیلی خبر نشر کی۔

SWR ٹی وی اور ریڈیو نے بھی جو کہ ساتھ والے صوبہ سے تعلق رکھتے ہیں تقریب سے قبل ہی مسجد کے حوالہ سے خبریں نشر کردی تھیں۔

سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد

☆......اخبار Wiesbadener Kurier نے سنگ بنیاد کی تفصیلی خبر شائع کی۔ اخبار نے لکھا کہ خلیفہ مرزا مسرور احمد کا تعلق پاکستان سے ہے جہاں احمدیوں پر مظالم ہوتے ہیں اس لئے دنیا بھر کے احمدیوں کے سربراہ لندن رہتے ہیں۔ [خلیفہ نے اپنے خطاب میں محبت اور امن کی قدر و قیمت پر زور دیا جن کا حکم قرآن نے دیا ہے۔ انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ مسجد سے بھی امن کا پیغام ہی پھیلے]۔ اخبار نے اپنی ویب سائٹ پر اینٹ رکھتے ہوئے حضور کی تصویر بھی دی ہے۔ اور ویڈیو خبر بھی شائع کی ہے جس میں مسجد کے متعلق خبر اور حضور کو سنگ بنیاد کی اینٹ رکھتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس طرح امیر صاحب کی تقریر میں سے وہ حصہ دکھایا گیا ہے جس میں پلاٹ کی قیمت اور رقبہ کا ذکر ہے۔ ان کا خیال ہے کہ 1000 کے قریب لوگ جمع تھے۔

☆......Rhein Main Presse نے مسجد اور جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا ہے [دنیا بھر کی احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد نے کہا ہے کہ {ہمیں لازم ہے کہ یہ پیغام پھیلائیں کہ اسلام پُرامن ہے}]۔

☆......Frankfurter Rundschau نے نیز Focus میگزین، اخبار Echo، Oberhessische Zeitung، Allgemeine Zeitung، Giessener Anzeige، Glenhäuser Tagesblatt اور Oberhessische Presse نے اپنے آن لائن ایڈیشن میں یہ خبر لفظ لفظ نقل کردی ہے۔

☆......HR-Info ریڈیو اور HR-Online نے تفصیلی خبریں شائع کیں۔ حضور کی تقریر کے ساتھ مسجد کا مجوزہ نقشہ دیا ہے۔ نیز آن لائن لکھا ہے: [خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد، سربراہ عالمگیر احمدیہ مسلم جماعت نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا {ہمیں لازم ہے کہ یہ پیغام پھیلائیں کہ اسلام پُرامن ہے} جماعت کے تعارف کے علاوہ فریڈبرگ اور کاربن کی مساجد کے متعلق بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ سو مساجد کے پروجیکٹ کا حصہ ہیں جس کے تحت صوبہ ہیسن میں 17 مساجد بنائی جاچکی ہیں۔]

☆......مندرجہ بالا خبروں کی اشاعت 4 ملین سے زائد ہے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

☆......☆......☆

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

روزوں کی اہمیت وفضائل

(رانا غلام مصطفیٰ منصور۔ مربی سلسلہ)

روزہ کے لئے عربی میں ''صَوْم'' کا لفظ ہے جس کے معنے اِمْسَاک یعنی رُکنے کے ہیں۔ اور اسلامی شریعت کی اصطلاح میں روزہ سے مراد طلوعِ فجر یعنی پَو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور میاں بیوی کے مخصوص تعلقات سے اپنے آپ کو روکنا ہے۔ بشرطیکہ یہ عبادت کی نیت سے کیا جائے۔ اسی طرح لغو باتوں اور کاموں سے بھی رُکا جائے۔

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''اسلام میں روزوں کی یہ صورت ہے کہ ہر بالغ عاقل کو برابر ایک مہینہ کے روزے رکھنے کا حکم ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص بیمار ہو یا اسے بیماری کا یقین ہو۔ یا سفر پر ہو۔ یا بالکل بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہو۔ ایسے لوگ جو بیمار ہوں یا سفر پر ہوں ان کے لئے حکم ہے کہ وہ دوسرے اوقات میں روزہ رکھیں۔ اور جو بالکل معذور ہو گئے ہوں۔ ان کے لئے کوئی روزہ نہیں۔

روزہ کی صورت یہ ہے کہ پَو پھٹنے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک انسان کوئی چیز نہ کھائے نہ پیئے۔ نہ کم نہ زیادہ اور نہ مخصوص تعلقات کی طرف توجہ کرے۔ پَو پھٹنے سے پہلے وہ کھانا کھالے تاکہ اس کے جسم پر غیر معمولی بوجھ نہ پڑے اور غروب آفتاب پر روزہ افطار کر دے۔ صرف شام کو ہی کھانا کھا کر متواتر روزے رکھنا ہماری شریعت نے ناپسند کیا ہے''۔ (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 374)

اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ اِلَّا الصِّيَامَ فَاِنَّهُ لِي وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ" وَ اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَ لَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهُ اَحَدٌ" اَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّي امْرُؤٌ" صَائِمٌ" وَ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَ اِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ۔ (بخاری کتاب الصوم باب هل يقول انی صائم اذا شُتِمَ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہوتا ہے۔ سوائے روزہ کے۔ کیونکہ وہ میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کا بدلہ ہوتا ہوں۔ اور روزے ایک ڈھال ہیں۔ اور جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو وہ کوئی فحش بات نہ کرے اور نہ شور وغل کرے۔ اور اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو چاہیے کہ وہ کہہ دے: میں روزہ دار شخص ہوں۔ اور اُسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ یقیناً روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بوئے مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ پہلی خوشی اس وقت ہوتی ہے۔ جبکہ وہ افطار کرتا ہے۔ اور دوسری جب وہ اپنے ربّ سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہوگا۔

روزہ ڈھال اور آگ سے بچانے والا مضبوط قلعہ

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ" وَ حِصْنٌ" حَصِيْنٌ" مِّنَ النَّارِ (مسند احمد بن حنبل، مسند ابی هريرة حديث نمبر 9214)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ایک ڈھال اور آگ سے بچانے والا ایک مضبوط قلعہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ الصِّیَام فَاِنَّهُ لِي وَاَنَا اَجْزِيْ بِهِ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''واقعہ یہ ہے کہ کسی نیکی کا انسان کی ہر طاقت سے تعلق نہیں ہے سوائے روزے کے۔ کسی نیکی کا کچھ طاقتوں سے تعلق کسی کا کچھ اور طاقتوں سے تعلق ہے لیکن پورا وجود خدا کی رضا کے تابع کرنے کے لئے روزے کی ضرورت پیش آتی ہے اس میں ہر قربانی داخل ہو جاتی ہے ہر عبادت داخل ہو جاتی ہے تو گویا جب انسان اپنے پورے وجود کو خدا کے سپرد کر دے تو اس کی جزا خدا بن جاتا ہے اور اگر پورا وجود نہ دے تو اس کی کچھ نہ کچھ دوسری جزا ہوگی۔ پورے وجود کا پورا وجود جزا ہے۔ ان معنوں میں آپ اسے بہتر سمجھ سکیں گے۔ یعنی ایک لحاظ سے تو انسان اپنا پورا وجود چھوڑ کے اپنی اگلی پچھلی ساری نسلیں بھی خدا کو دے دے تو اس کے مقابل پر خدا کی ذات کا سودا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کو آسان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ پیار کے سودے اس طرح فرماتا ہے کہتا ہے اچھا یوں کرتے ہیں تم مجھے پورا دے دو، مَیں پورا تمہارا ہو جاتا ہوں۔ اور یہ مضمون روزے میں سمجھ آتا ہے۔ اس لئے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آسان کر کے ہمیں سمجھا دیا کہ بہت ہی عظیم الشان موقع ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تم نے سب کچھ مجھے دے دیا۔ ہر طاقت میں سے مجھے لوٹایا ہے چونکہ تم پورے میرے ہو رہے ہو اس لئے مَیں آج پورا تمہارا ہو جاتا ہوں''۔

(خطباتِ طاہر جلد 6 صفحہ 291۔292)

پھر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ''الصِّیَامُ جُنَّۃٌ'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے۔ پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہے تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شر کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ ہو یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ اب دیکھیں روز مرہ ہمارے گھروں میں جو معاشرے کے مسائل ہیں اگر ایک انسان اس نصیحت کو ہی پیشِ نظر رکھ کے اسے اپنا لے اسے مضبوطی سے پلّے باندھ لے تو کتنے ہی گھر جو جہنم بنے ہوئے ہیں جنت بن سکتے ہیں۔ ایک مہینے کی یہ ریاضت ہے صرف، لیکن جو ایک مہینہ مسلسل اپنے گھر میں سخت کلامی سے بچ جائے، گالی گلوچ سے بچ جائے اسے یقیناً اپنے گھر میں ایک ایسی پاکیزہ تبدیلی دکھائی دے گی کہ سوائے اس کے کہ بالکل ہی کوئی جاہل مطلق ہو یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک مہینے کے بعد وہ دوبارہ بدیاں شروع کر دے اور اپنے گھر کو اپنے ہاتھوں سے پھر جہنم بنا لے۔''

(خطباتِ طاہر جلد 6 صفحہ 292)

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روزہ کے ڈھال ہونے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''یہ قلعہ تو ہے لیکن اس ڈھال کے پیچھے اور اس قلعہ کے اندر کب تک اس قلعے میں حفاظت ہوتی رہے گی، کب تک محفوظ رہو گے اس کی وضاحت ایک اور روایت میں کر دی کہ جب تک اس کو جھوٹ یا غیبت کے ذریعے سے پھاڑ نہیں دیتے۔ تو رمضان میں روزوں کی جو برکتیں ہیں اسی وقت حاصل ہوں گی جب یہ چھوٹی چھوٹی برائیاں بھی جو بعض بظاہر چھوٹی لگ رہی ہوتی ہیں، آدمی معمولی سمجھ رہا ہوتا ہے ہر قسم کی برائیاں بھی ختم نہیں کرتے۔ ان میں بہت بڑی برائی جو ہے جس کو آدمی محسوس نہیں کرتا وہ جھوٹ ہے۔ اگر جھوٹ بول رہے ہو تو اس ڈھال کو پھاڑ دیتے ہو۔ لوگوں کی غیبت کر رہے ہو، چغلیاں کر رہے ہو، پیچھے بیٹھ کے ان کی باتیں کر رہے ہو تو یہ بھی تمہارے روزے کی ڈھال کو پھاڑنے والی ہیں۔ تو روزہ اگر تمام لوازمات کے ساتھ رکھا جائے تو ڈھال بنے گا۔ ورنہ دوسری جگہ فرمایا پھر تو یہ روزہ صرف بھوک اور پیاس ہی ہے جو آدمی برداشت کر رہا ہوتا ہے''۔ (خطباتِ مسرور جلد دوم صفحہ 753)

''پس جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے روزے کو اپنی ڈھال بناؤ گے تو خدا تعالیٰ خود تمہاری ڈھال بن جائے گا۔ اور نہ صرف بڑے بڑے گناہوں سے بچائے گا بلکہ ہر قسم کے چھوٹے گناہوں سے اور چھوٹی چھوٹی پریشانیوں سے بھی بچائے گا۔ ہر شر سے بھی بچو گے اور نیکیاں کرنے کی توفیق بھی پاؤ گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے آپ کو ان تمام شرائط کا پابند رکھو جو روزے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ جب تم روزہ رکھو تو تمہارے کان، آنکھ، زبان، ہاتھ اور ہر عضو بھی روزہ رکھے۔ یعنی ڈھال فائدہ مند تبھی ہوگی جب اس کا استعمال بھی آتا ہوگا۔ صرف روزہ رکھنا، تقویٰ کے معیار حاصل نہیں کروا دے گا۔ بلکہ اس کے لئے اپنے آپ کی تربیت بھی کرنی ہوگی، اپنے آپ کو ڈھالنا ہو گا، اپنے آپ کو ڈسپلنڈ (Disciplined) کرنا ہوگا، ان شرائط کا پابند کرنا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے رکھی ہیں''۔

(خطباتِ مسرور جلد ششم صفحہ 359)

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ" فَلَا يَرْفُثْ وَ لَا يَجْهَلْ وَ اِنِ امْرُؤٌ" قَاتَلَهُ اَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّي صَائِمٌ" مَرَّتَيْنِ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَ شَرَابَهُ وَ شَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِي وَ أَنَا أَجْزِي بِهِ وَ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا۔

(بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزے ڈھال ہیں۔ سو کوئی شخص فحش بات نہ کرے اور نہ جہالت کی بات۔ اور اگر کوئی آدمی اُس سے لڑے یا گالی دے تو چاہیے کہ اس سے دو بار کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ وہ اپنا کھانا اور پینا اور اپنی شہوت میری خاطر چھوڑ دیتا ہے۔ روزے میرے لئے ہیں اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں اور نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان اور اس کے روزے بطور ڈھال کے تمہارے لئے بنائے گئے ہیں اور اگر تم روزے کی روح اور اس کی حقیقت کو سمجھو تو شیطانی حملوں سے تم خود کو محفوظ کر سکتے ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ تمہاری زبان پر کسی قسم کا فحش نہ آئے۔ شہوت کو اُبھارنے والی باتیں نہ آئیں۔ اور لَا يَجْهَلْ۔ یہ بھی ضروری ہے کہ انسان جَهْل سے کام نہ لے۔

جَهْل کے تین معنی ہیں اور تینوں یہاں چسپاں ہوتے ہیں۔ ایک معنی تو اس کے یہ ہیں کہ انسان علم سے خالی ہو یعنی اس کے معنی عدم علم کے ہیں۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم کا سمندر قرآن کریم میں ہے رمضان میں کثرتِ تلاوت کا مَیں تمہیں حکم دیتا ہوں جیسا کہ دوسری جگہ آتا ہے اور یہی میری سنت اور یہی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سنت ہے کیونکہ ہر رمضان میں وہ پورے قرآن کریم کا دَور آپ سے کیا کرتے تھے۔ تو علم کے سمندر کا تمہیں پتہ دیا گیا اور اس سمندر میں غوطہ لگانے کے سامان تمہارے لئے مہیا کئے گئے اس لئے تم چوکس اور ہوشیار رہنا کہ کہیں اس موقع کو کھو نہ دو اس لئے روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ لَا يَجْهَلْ کہ اپنے اندر جہالت باقی نہ رہنے دے کیونکہ علم کے دروازے اس کے لئے کھولے گئے ہیں اور علم کے نور سے منور ہونے کی راہیں اسے بتائی گئی ہیں۔

دوسرے جَهْل کے معنی غلط اعتقاد کے ہیں۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم چونکہ کامل اور مکمل کتاب ہے جو شخص اسے سمجھتا اور اس کی حکمتوں کو جاننے کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ تمام اعتقاداتِ صحیحہ پر عبور حاصل کر سکتا ہے۔ تو یہ موقع جب تمہیں دیا جاتا ہے کہ تم ہر قسم کے غلط اعتقاد کو اپنے ذہنوں اور دلوں سے نکال کر باہر پھینک دو تو اس موقع سے فائدہ اُٹھاؤ لَا يَجْهَلْ ایک مومن روزہ دار کو چاہئے کہ صحیح اعتقادات کے حصول کے لئے

پوری پوری کوشش کرے اور قرآن کریم سے پورا پورا فائدہ اُٹھائے، اس سے بے اعتنائی نہ برتے۔

تیسرے جَھْل کے معنی ہیں فِعْلُ الشَّیءِ بِخِلَافِ مَا حَقُّهُ اَنْ یُّفْعَلَ جو کام جس طور پر کرنا چاہئے اس طرح نہ کرنا۔ تو لَا یَجْهَلْ کے معنی ہیں کہ رمضان میں حسن عمل کی طرف خاص طور پر متوجہ ہونا چاہئے۔ یعنی جو اعمالِ صالحہ کا حق ہے وہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی لئے رمضان کے ساتھ صرف بھوکا رہنے یا پیاسا رہنے یا بعض دیگر پابندیوں کو بجالانے کا ہی حکم نہیں بلکہ سارے نیک اعمال کرنے کی طرف انسان کو توجہ دلائی گئی ہے اور یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ تمہاری زندگی اور تمہاری بقا کے لئے جو ضرورتیں ہو سکتی تھیں ان کو پورا کرنے کے سامان کر دیئے گئے ہیں اب تمہارا کام ہے کہ تم ان سے فائدہ اُٹھاؤ اور ایک صراطِ مستقیم پر تمہیں چلا دیا گیا ہے۔ یہ صراطِ مستقیم اعمالِ صالحہ کا ہے تم اس صراطِ مستقیم پر چلتے رہو جہالت سے کام نہ لینا۔'' (خطباتِ ناصر جلد اوّل صفحہ 977-978)

عَنْ سَهْلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَابًا یُقَالُ لَهُ الرَّیَّانُ یَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَا یَدْ خُلُ مِنْهُ اَحَد'' غَیْرُهُمْ یُقَالُ اَیْنَ الصَّائِمُوْنَ فَیَقُوْمُوْنَ لَا یَدْخُلُ مِنْهُ اَحَد'' غَیْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ یَدْخُلْ مِنْهُ اَحَد''۔

(بخاری کتاب الصوم باب الریان للصائمین)

ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں بھی ایک دروازہ ہے۔ جس کو ریان کہتے ہیں۔ قیامت کے دن روزہ دار اس سے داخل ہوں گے۔ ان کے سوا کوئی اس سے داخل نہیں ہوگا۔ پوچھا جائے گا: روزہ دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کے سوا کوئی اس سے داخل نہیں ہوگا۔ پس جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ بند کر دیا جائے گا۔ تو پھر کوئی بھی اس سے داخل نہیں ہوگا۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا۔

(مسلم کتاب الصیام باب فضل الصیام)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس نے ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کی دوری پر رکھے گا۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِیْرَةَ مِائَةَ عَامٍ۔

(سنن نسائی کتاب الصیام باب ذکر الاختلاف علی سفیان ثوری)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس سے جہنم کو سو سال کی مسافت تک دور کر دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''پس کوئی شبہ نہیں کہ ظُلُمَاتِ جِسْمَانِیَه کے دور کرنے کے لئے روزہ سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں اور اَنْوَار و مُکَالَمَاتِ اِلٰهِیَه کی تَحْصِیْل کے لئے روزہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں''۔

(خطبات نور صفحہ 230)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''روزوں کی غرض یہ نہیں کہ تمہیں دُکھ دیا جائے لیکن اس میں شک نہیں کہ روزوں سے تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ تو کیا وہ شخص دَانَا ہے جو کونِیْن اس لئے نہ کھائے کہ وہ کڑوی ہوتی ہے۔ اور اس پھوڑے میں جس نے اس کی زندگی تلخ کر رکھی ہو نشتر نہ لگانے دے کہ اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ کونِیْن سے منہ کڑوا ہوگا۔ اور نِشْتَر سے درد ہوگا۔ مگر نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ تکلیف دور ہو جاوے گی۔ اس طرح روزہ بے شک تکلیف دیتا ہے، لیکن یہ نِشْتَر ہے اُن ہزاروں پھوڑوں کے دور کرنے کا جو انسان کی رُوح میں ہوتے ہیں..... پس جو روزہ اس لئے نہیں رکھتا کہ تکلیف ہوتی ہے وہ گویا علاج سے بچنا چاہتا ہے''۔

(خطبات محمود جلد 6 صفحہ 460)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے تقویٰ حاصل کرنے کا ایک بہت ہی عمدہ ذریعہ ہمیں روزوں کی صورت میں مہیا فرما دیا اور روزے اور تقویٰ کا تعلق ایسا ہے کہ بعض دفعہ تقویٰ کے نتیجے میں روزے نصیب ہوتے ہیں بعض دفعہ روزے کے نتیجے میں تقویٰ نصیب ہوتا ہے اور گویا دونوں ہی ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں''۔

(خطباتِ طاہر جلد 6 صفحہ 283-284)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''روزہ ڈھال ہے۔ حِفَاظَت کا ایک ایسا مضبوط ذریعہ ہے جس کے پیچھے چُھپ کر تم اپنے آپ کو شیطان کے حملوں سے محفوظ کر سکتے ہو... یہ قلعہ تو ہے لیکن اس ڈھال کے پیچھے اور اس قلعہ کے اندر کب تک اس قلعے میں حِفَاظَت ہوتی رہے گی، کب تک محفوظ رہو گے...... جب تک اس کو جھوٹ یا غیبت کے ذریعے سے پھاڑ نہیں دیتے۔ تو رمضان میں روزوں کی جو برکتیں ہیں اُسی وقت حاصل ہوں گی جب یہ چھوٹی چھوٹی بُرائیاں بھی جو بعض بظاہر چھوٹی لگ رہی ہوتی ہیں، آدمی معمولی سمجھ رہا ہوتا ہے ہر قسم کی برائیاں بھی ختم نہیں کرتے۔ اُن میں بہت بڑی بُرائی جو ہے جس کو آدمی محسوس نہیں کرتا وہ جھوٹ ہے۔ اگر جھوٹ بول رہے ہو تو اس ڈھال کو پھاڑ دیتے ہو۔ لوگوں کی غیبت کر رہے ہو چُغْلِیَاں کر رہے ہو، پیچھے بیٹھ کے ان کی باتیں کر رہے ہو تو یہ بھی تمہارے روزے کی ڈھال کو پھاڑنے والی ہیں۔ تو روزہ اگر تمام لَوَازِمَات کے ساتھ رکھا جائے تو ڈھال بنے گا...... اللہ تعالیٰ ہمیں روزے کو تمام شرائط کے ساتھ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور خَالِصَةً اللہ تعالیٰ کی خاطر روزے رکھنے والے ہوں نہ کہ دنیا کے دِکھاوے کے لئے۔ کوئی نفس کا بہانہ ہمارے روزے رکھنے میں حائل نہ ہو اور اِس مہینے میں اپنی عبادتوں کو بھی زندہ کرنے والے ہوں...... رمضان میں دعائیں کرتے رہنا چاہئے کہ نیکیاں ...... ہمیشہ ہماری زندگیوں کا حصہ بنی رہیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے پیاروں میں شامل ہو، اُس کا پیار حاصل کرنے والا ہو اور ہمیشہ اُس کی پیار کی نظر ہم پر پڑتی رہے۔ اور یہ رمضان ہمارے لئے، جماعت کے لئے غیر معمولی فتوحات لانے والا ہو۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔'' آمین

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 748 تا 754)

کہنا نہیں شہید کو زندہ نہیں رہا

بیمار رو رہے ہیں مسیحا نہیں رہا
انسانیت کا خادمِ اعلیٰ نہیں رہا
ہمدرد خون بہ گیا ربوہ کی خاک پر
دکھیوں کے درد بانٹنے والا نہیں رہا
ممکن نہیں ہے بہتے ہوئے اشک تھامنا
اب اختیار دل پہ ہمارا نہیں رہا
پیارے خدا نے چن لیا تازہ حسین پھول
دنیا میں اب وہ آنکھ کا تارا نہیں رہا
وہ زندہ جاوداں ہے ملائک کی گود میں
کہنا نہیں شہید کو زندہ نہیں رہا
کیوں ڈالتے ہو ہاتھ کلیجوں کو ظالمو
کیوں تم کو کوئی خوف خدا کا نہیں رہا
ظالم دلوں پہ ہو گئی ہے مہر جس طرح
اب کوئی سننے دیکھنے والا نہیں رہا
پتھر سی ہو گئی ہیں زبانیں ہر ایک کی
بستی میں کوئی بولنے والا نہیں رہا
ہر سمت قتل و خون ہے مذہب کے نام پر
امّت میں کوئی سوچنے والا نہیں رہا
سنگسار کر رہے ہیں شریفوں کو بدلحاظ
اب اس سے دلفریب تماشا نہیں رہا
اپنا سب احتجاج ہے مولا ترے حضور
ترے سوا کوئی بھی سہارا نہیں رہا
آئے نہ اور کوئی بھی ایسی خبر کبھی
اب اور درد سہنے کا یارا نہیں رہا

ربِّ کعبہ کی قسم میں نے تو مقصد پالیا
مجھ کو کیا اس سے کہ کٹ کر کونسی کروٹ گرا
جسم تو مٹی میں مل جانا ہے جلدی یا بدیر
میں بفضل اللہ حیاتِ جاودانی پاگیا

(امۃ الباری ناصر)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر127)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اے خدا شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
لشکرِ شیطاں کے نرغے میں جہاں ہے گھر گیا
بات مشکل ہوگئی قدرت دکھا اے میرے یار
نسلِ انساں سے مدد اب مانگنا بے کار ہے
اب ہماری ہے تری درگاہ میں یارب پکار

(درِّثمین شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت قادیان صفحہ 182)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ فروری، مارچ 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے حضور اس تضرع اور انکساری سے دعا کرنے اور عبادات کے نذرانے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ خدا تعالیٰ جلد از جلد ان شریروں کی پکڑ کا سامان فرمادے۔ آمین

ضلع حافظ آباد میں جلوس

ضلع حافظ آباد کے قصبہ کڑیالہ میں مخالفینِ احمدیت نے احمدیوں کے خلاف ایک جلسہ کیا۔ اس جلسے کے لیے مخالفین نے قصبے میں موجود گھروں کی دیواروں پر نفرت انگیز اسٹکرز لگائے اور پبلک سے اپیل کی کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس جلسہ میں شمولیت اختیار کریں۔

قاضی نذر محمد ضلع حافظ آباد میں حکمت کے پیشے سے منسلک ہیں۔ ان کی کلینک پر ایک مخالفِ احمدیت نے آکر ان کو نقصان پہنچانے کی دھمکیاں دیں۔ اس نے مزید کہا کہ ایسے احمدی جو موٹر سائیکل رکشہ چلاتے ہیں انہیں اپنی سواریوں پر سبز رنگ کے جھنڈے لگا لینے چاہئیں تا کہ ان کی پہچان ہو سکے۔

جماعت الدعوۃ (کالعدم مذہبی تنظیم) نے مؤرخہ 16/فروری کو 'جہاد فی سبیل اللہ' کے نام سے حافظ آباد میں ایک جلسہ کیا۔ اس جلسے سے قبل اس کی خوب تشہیر کی گئی تھی۔ اس جلسہ میں ملّاں نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف زہر آلود تقاریر کرتے ہوئے لوگوں کو احمدیوں کے خلاف اکسایا۔

مردان میں مخالفت

14/مارچ 2014ء: مردان کے علاقہ مسلم آباد میں مخالفینِ احمدیت نے ایک نئی مسجد کا افتتاح کیا۔ اس تقریب کے لیے انہوں نے ضلع مردان کی مجلسِ تحفّظِ ختمِ نبوّت کے عہدیدار ملّاں اسرار الحق کو مدعو کیا۔ اس ملّاں نے اس تقریب میں شامل لوگوں کو جہاد کے نام پر احمدیوں کے خلاف اکسایا اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف نازیبا زبان استعمال کی۔ مزید برآں اس نے مردان کے تمام احمدیوں بلکہ پاکستان بھر میں بسنے والے احمدیوں سے بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی۔

کوئی ان علماء سے سوال پوچھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کے دور میں کون لوگ بائیکاٹ کرنے والے تھے اور کن لوگوں سے بائیکاٹ کیا گیا۔ اس چھوٹے سے پیمانے پر 'مومنین' کو پرکھنا زیادہ مشکل نہیں!

اردو اخبارات اور ملّاں باہمی تعاون کے ساتھ احمدیوں کے خلاف کمربستہ

لاہور؛ 10/مارچ 2014ء: روزنامہ جنگ لاہور نے اپنی 10/مارچ کی اشاعت میں درج ذیل تین کالمی خبر شائع کی:

"امریکہ فرقہ واریت پھیلا رہا ہے، قادیانیت کی سرکوبی امت کی ذمہ داری ہے: علماء کرام"

اس روزنامہ میں چھپنے والی اس تفصیلی رپورٹ میں لاہور اور دیگر علاقوں میں ہونے والی اینٹی احمدیہ کانفرنسز کی کوریج کی گئی ہے۔ یہ تمام کانفرنسز فرقہ واریت کے 'علمبردار' مُلّاؤں کی طرف سے منعقد کی گئی تھیں۔ بعض اندرونی اطلاعات کے مطابق ان کانفرنسز کے انعقاد کے لیے بیرونی ممالک سے امداد حاصل کی گئی تھی۔ کویت سے تعلق رکھنے والا ایک ملّاں جس کا نام احمد علی سراج بتایا جاتا ہے لاہور میں منعقد ہونے والی اس بڑی کانفرنس کا مہمانِ خصوصی بتایا جاتا ہے۔ اس ملّاں نے بھی جماعتِ احمدیہ کے خلاف منعقد کی جانے والی اس کانفرنس سے خطاب کیا۔

اس اخبار کی رپورٹ سے چیدہ چیدہ حصے قارئین کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں تا کہ انہیں اندازہ ہو کہ پاکستان میں ملّاں تو سوچی سمجھی سازش کے تحت احمدی مسلمانوں کے خلاف جھوٹ، مکر اور فریب سے کام لیتے ہوئے سادہ لوح عوام کو گمراہ کر ہی رہا ہے دوسری جانب پاکستان کا 'آزاد' میڈیا بالخصوص اردو اخبارات ایک جانب بلاتحقیق ملّاں کی بات کو پھیلا کر سستی شہرت کمانے کے لیے حق اور سچ کا خون کرنے میں پوری پوری معاونت کرتے نظر آتے ہیں تو دوسری جانب جماعتِ احمدیہ کی جانب سے اگر کسی خبر کی تردید بھی کی جائے تو اسے شائع 'نہ' کرنا اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں۔

"حافظ حسین احمد نے کہا کہ امریکہ پاکستان میں ہزاروں ڈالر نہیں بلکہ لاکھوں ڈالر خرچ کر کے دہشت گردی کروا رہا ہے اس دہشت گردی کی نگرانی کرنے والے قادیانی ہیں۔ قادیانی صرف دین کے غدار ہی نہیں بلکہ ملک پاکستان کے آئین کو نہ مان کر ملک کے بھی غدار ہیں۔۔۔

مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا کہ حکومت کو طالبان کے ساتھ مذاکرات کے آپشن کے علاوہ کوئی دوسرا آپشن سامنے نہیں رکھنا چاہیے۔۔۔

علماء کرام نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو شعائرِ اسلامی استعمال کرنے سے روکا جائے۔

... تحریک ختم نبوت 1953ء کے 10 ہزار شہداء ختم نبوت کی یاد تازہ کی گئی۔ (درحقیقت اس واقعہ کے فوراً بعد ایک اعلیٰ درجہ کا جوڈیشل کمیشن تجویز کیا گیا جس نے اس معاملہ پر انکوائری کرنے کے بعد ایک رپورٹ شائع کی تھی۔ اس رپورٹ میں واضح طور پر لکھا گیا کہ پورے ملک میں 53ء کے اس فتنہ وفساد کو ختم کرنے کے لیے ملکی سیکیورٹی فورسز نے جو کارروائی کی اس میں جن افراد کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے ان کی تعداد 37/سے ہرگز زیادہ نہ تھی۔)

67/سالوں میں حکمرانوں نے قیام ملک کے اصل مقصد نفاذِ اسلام سے غداری کی اور قوم کو دھوکہ دیا۔۔۔

مولانا عبدالکرم نے کہا کہ قرآن کریم کی ایک سو آیات دوسو دس احادیث نبوی اور اجماعِ امت کے مطابق عقیدہ ختمِ نبوّت کے منکر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(درحقیقت قرآن کریم کی کسی بھی آیت یا کسی بھی حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پاکستانی ملّاں کے بیان کردہ عقیدہ ختمِ نبوّت پر غیر مشروط ایمان لانا ثابت نہیں۔ مزید برآں ختمِ نبوّت کی بیان کردہ ایسی کسی تفسیر پر امّت کا اجماع بھی ثابت نہیں)

اب تو یہ ایک طریقہ کار بن چکا ہے کہ ایسی کانفرنسز ختمِ نبوّت کے مقدس نام پر منعقد کی جاتی ہیں جس میں تقریر کرنے والے ملّاں فضول، غیر ذمہ دارانہ اور غیر مناسب زبان استعمال کر کے، جھوٹ، فریب کا استعمال کرتے ہوئے فرقہ واریت اور شدت پسندی کو فروغ دیتے ہیں۔ اس طرح اسلام کے پاکیزہ اور مقدّس نام پر ملکی اور بین الاقوامی ہر دو سطح پر اپنے سیاسی ایجنڈا کی تکمیل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ملّاں الیاس چنیوٹی (MPA) کی وزیرِ اعلیٰ پنجاب پر الزام تراشی

لاہور: روزنامہ انصاف لاہور نے اپنی 27/مارچ 2014ء کی اشاعت میں چنیوٹ سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ممبر صوبائی اسمبلی ملّاں الیاس چنیوٹی کے ایک انٹرویو پر بِنا کرتے ہوئے ایک رپورٹ شائع کی۔ یہ انٹرویو دو صحافیوں اقبال ناصر اور ضیاء سروہی نے لیا تھا جبکہ اس کی فوٹوگرافی اقبال شہزاد نے کی تھی۔

اس انٹرویو میں ملّاں الیاس چنیوٹی نے اپنے اور اپنے والد ملّاں منظور چنیوٹی کے کامیاب سیاسی کیریئر کا ذکر کیا۔ اس نے اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہوئے گزشتہ چند سالوں میں چنیوٹ اور اس کے گردونواح میں ہونے والے ترقیاتی کاموں کا کریڈٹ اپنے آپ کو دیا۔

ملّاں چنیوٹی نے اپنی عادت کے مطابق اس انٹرویو میں بھی احمدیوں کی مخالفت کا موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اس نے فرقہ واریت کو فروغ دینے میں پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ کے مذموم عزائم کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

'جہاں تک قادیانیوں کا سوال ہے، تو ہمارا مطالبہ ہے کہ ان سے زبردستی پاکستان کے کانسٹیٹیوشن پر عمل درآمد کروانا چاہیے۔ ان کے پاسپورٹس اور شناختی کارڈ کے حصول کے لیے دستخط کروائے جانے والے بیانِ حلفی کے مطابق ان کی پاسپورٹ اور شناختی کارڈ پر غیر مسلم لکھا جانا چاہیے۔ یہی بات 26/اپریل 1984ء کے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح قادیانیوں کے مذہبی اوقاف کو غیر مسلم اوقات کے محکمہ کو اپنے زیرِ نگیں کر لینا چاہیے...

پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے قادیانیوں کے مسئلہ پر ہماری سپورٹ کا وعدہ کیا ہے۔'

ہم ملّاں الیاس چنیوٹی کے اس بیان کی صحت کے بارے میں تو کوئی بات بیان نہیں کر سکتے کہ وزیرِ اعلیٰ پنجاب نے احمدیوں کے خلاف ملّاں کی کارروائیوں کے سلسلہ میں ہر ممکن تعاون کرنے کا وعدہ کیا ہے کیونکہ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ ملّاں کا جب دل کرتا ہے وہ اپنے مفاد کے حصول کے لیے کذب بیانی سے کام لینے سے دریغ نہیں کرتا۔ لیکن پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ کی طرف سے اس کی کوئی تردید بھی نہیں شائع کی گئی۔

ملّاں طوطی، ایک شرپسند دورہ پر ربوہ میں

ربوہ؛ مارچ 2014ء: پاکستان کی علماء کونسل ملّاں طاہر اشرفی کے بھائی ملّاں حسن معاویہ عرف طوطی نے اپنی زندگی کا مقصد جماعتِ احمدیہ کی مخالفت اور اس کے خلاف سازشیں کرنا بنا رکھا ہے۔ حال ہی میں اس شرپسند مولوی نے انتظامیہ کے ساتھ مل کر لاہور میں احمدیہ نماز سنٹرز اور پرنٹنگ پریس وغیرہ پر پولیس کے چھاپے ڈلوائے اور معصوم احمدیوں کے خلاف جھوٹ اور دھوکہ پر مبنی الزامات لگا کر ان کے خلاف مقدمات درج کروائے ہیں۔ اس کے نتیجے میں بے گناہ احمدیوں کو ہفتوں اور بعض کو مہینوں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرپسند ملّاں اپنی سازشوں کے دائرہ کو وسعت دے رہا ہے۔ یہ شخص 5/مارچ کو ربوہ آیا۔ اس کی ان حرکات میں اسے ملّاں الیاس چنیوٹی [ممبر صوبائی اسمبلی پاکستان مسلم لیگ (ن)] کی مکمل حمایت حاصل ہے۔

طوطی بعض ملّاؤں کی ہمراہی میں 5/مارچ 2014ء کی شام کو ربوہ پہنچا۔ اس کا قیام احمد سیف اللہ کے گھر پر تھا۔ احمد سیف اللہ کے والد کو کسی نامعلوم شخص نے دو سال قبل قتل کر دیا تھا۔ یہ خاندان پہلے احمدی تھا لیکن بعض وجوہات کی بِنا پر اس کے اور جماعتِ احمدیہ کے درمیان دوریاں پیدا ہوگئیں۔ چنانچہ اس اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملّاں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ان کا تعاون حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

اس کے احمد سیف اللہ کے مکان پر پہنچنے کے بعد چنیوٹ اور اردگرد کے علاقوں سے تعلق رکھنے والے ملّاں بھی ادھر پہنچ گئے۔ احمد سیف اللہ کے گردونواح میں بسنے والے احمدیوں نے پولیس کو اس اکٹھ کی خبر دی۔ پولیس نے یہ خبر سیکیورٹی ایجنسیوں تک پہنچائی جنہوں نے ملّاں سے اس مقام پر اکٹھے ہونے کا مقصد معلوم کیا۔

ان لوگوں نے اس گھر میں رات گزاری۔ ان کے اس قیام کے سلسلہ میں تمام تر انتظامات مدرسہ جامعہ عربیہ کی جانب سے کیے گئے تھے جو کہ الیاس چنیوٹی کے زیرِ اہتمام سرگرمِ عمل ہے۔

اگلے دن ان ملّاؤں نے اس گھر کے گردونواح کا جائزہ لیا۔ قریب ہی واقع احمدیہ مسجد پر ان کی خاص نظر تھی۔ انہوں نے روزنامہ الفضل کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور اس اخبار کے دفتر بھی گئے جس کے احاطہ میں داخلے کی انہیں اجازت نہیں دی گئی۔ بعد ازاں یہ لوگ ملّاں الیاس چنیوٹی کے مدرسہ میں چلے گئے۔ طوطی کی ہمراہی میں آنے والے ملّاؤں میں سے دو کی پہچان بطور حافظ اللہ بخش آف خوشاب اور عمیر خالد آف سیالکوٹ ہوئی ہے۔

ملّاں طوطی نے احمد سیف اللہ کے گھر کو کرائے پر لینے کا اعلان کیا ہے۔ کچھ دنوں بعد ایک اردو اخبار روزنامہ انصاف لاہور کے شمارہ 18/مارچ میں چھپنے والی ایک پریس رپورٹ کے مطابق اس گھر میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ یہ ایک یقینی امر ہے کہ طوطی اور اس کے ساتھی احمد سیف اللہ کے گھر کو ربوہ میں احمدیوں کے خلاف سرگرمیوں کے لیے ایک مرکز کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

یہ ملّاں دھوکہ، فریب، دغا اور جھوٹ کے سوا معاشرے کو اور بھلا دے بھی کیا سکتے ہیں!

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مکرم مرزا اعجاز بیگ صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 27/اکتوبر 2010ء میں مکرمہ امۃ المتین بیگ صاحبہ کا مضمون شامل اشاعت ہے جس میں انہوں نے اپنے خاوند مکرم مرزا اعجاز احمد بیگ صاحب کا ذکرخیر کیا ہے جو 28 مئی 2010ء کو سانحہ لاہور میں شہید ہوگئے۔

آپ تحریر کرتی ہیں کہ میرے خاوند محترم مرزا اعجاز احمد بیگ صاحب نہایت ہی شریف الطبع اور نیک انسان تھے۔ ہمیشہ دوسروں کا خیال رکھنے والے اور دکھ سکھ میں ساتھ دینے والے تھے۔ مَیں اور بچے ان کی کمی تا زندگی محسوس کرتے رہیں گے۔ میری پریشانی میں اس طرح سمجھاتے کہ جیسے کسی مسیحا نے زخموں پر مرہم رکھ دیا ہو۔ آپ ایک بے خوف اور نڈر قسم کے انسان تھے۔ بڑے باہمت اور باحوصلہ تھے۔ کسی بھی قسم کی پریشانی یا مشکل سے کبھی نہیں گھبراتے تھے۔ اب بھی جب کبھی مَیں زیادہ غم میں مبتلا ہوتی ہوں تو مجھے ایسا احساس ہونے لگتا ہے کہ جیسے وہ کہیں میرے آس پاس ہی موجود ہیں اور مجھے دلاسہ دے رہے ہیں۔

اعجاز صاحب ایک صابر اور شاکر انسان تھے۔ بہت بڑی بڑی باتوں پر درگزر کر جاتے تھے اور یہی کہتے کہ میرا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

ہماری شادی کو ابھی سات آٹھ دن ہی گزرے تھے کہ باہر دروازہ پر دستک ہوئی۔ اعجاز صاحب نے دروازہ کھولا اور ایک بوڑھے شخص کو اندر بلالیا۔ مجھے کہنے لگے کچھ کھانے کے لئے ہے تو انہیں دے دو۔ مَیں نے انہیں کھانا دیا تو اُس آدمی نے مجھے بتایا کہ جب اُس کی بیٹی کی شادی تھی تو انہوں نے جہیز میں ضروری سامان بھی دیا تھا۔ جب وہ جانے لگے تو آپ نے ان کو ڈبل رضائی، تکیہ اور گدا باندھ کر دے دیا اور کہا کہ انہیں ان چیزوں کی ضرورت ہے۔ حالانکہ ہم لوگ خود تنگدستی میں زندگی بسر کررہے تھے۔

مجھ سے چھوٹے بھائی بہن کا رشتہ اور شادی کے تمام تر انتظامات آپ نے سنبھالے۔ تین چار سال قبل میرے بہنوئی روزگار کے سلسلہ میں سعودی عرب چلے گئے تو آپ مجھے کہنے لگے کہ جب ہم سیر کے لئے جایا کریں گے تو ان کے بچوں کو بھی ساتھ لے جایا کریں گے تاکہ ان کو یہ احساس نہ ہو کہ ہمارے والد یہاں نہیں ہیں تو اب ہمیں کوئی گھمانے پھرانے کے لئے بھی نہیں لے کے جاتا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا جاتا۔

شہید مرحوم نمازوں کو بڑی عمدگی سے ادا کرتے تھے۔ اکثر و بیشتر نماز تہجد بھی ادا کرتے تھے۔ کئی بار رات کو میری آنکھ کھلی تو آپ کمرہ میں نہیں تھے۔ جب میں دیکھنے کے لئے اٹھی تو صحن میں نماز تہجد ادا کرتے اور سجدہ ریز ہوکر گڑگڑاتے ہوئے دعائیں کرتے پایا۔

ہمارے دو بیٹے (بعمر نو سال و ساڑھے سات سال) ہیں اور دونوں تحریک وقف نو میں شامل ہیں۔ آپ ہمیشہ بچوں کو نماز کی طرف توجہ دلاتے رہتے اور یہ بھی کہتے کہ اگر میں نہیں بھی ہوں گا تب بھی تم لوگوں نے نماز نہیں چھوڑنی۔ نماز باقاعدگی سے ادا کرتے رہنا۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچے پانچوں نمازیں باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو یاد کراتے ہوئے کہتے ہیں کہ بابا نے کہا تھا کہ نمازیں آپ نے باقاعدگی سے ادا کرتے رہنا ہے۔

جماعتی عہدیداروں کا بہت احترام تھا۔ مجھے کہا کرتے تھے کہ اگر مَیں موجود نہ ہوں تو صدر حلقہ سے ضرورت کی بات کہہ دینا۔ ویسے آپ خود اپنی ساری مشکلات اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتے تھے اور مَیں گواہ تھی کہ ان کے سب کام خودبخود ہو جایا کرتے تھے۔ مَیں نے بھی ان کو دیکھ دیکھ کر پریشان ہونا چھوڑ دیا تھا اور اپنے ہر معاملہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ کر پُرسکون ہوگئی تھی اور آج میں خود دیکھ رہی ہوں کہ واقعتہً سب کام خودبخود ہو رہے ہیں۔ آپ کی شہادت کو ابھی آٹھ دس دن گزرے تھے میں نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ خواب میں مجھے اس بات کا علم ہے کہ اعجاز صاحب کی شہادت ہوچکی ہے اور اعجاز صاحب کو بھی علم ہے کہ ہم خواب میں ملاقات کر رہے ہیں۔ جیسے معمول کے مطابق میں ہر کام آپ سے پوچھ کر کرتی تھی اسی طرح خواب میں بھی گھریلو معاملات پر بات کر رہی تھی تو مجھے کہتے ہیں کہ جو کوئی بھی جو کچھ کر رہا ہے۔ تم اُسے کرنے دو تم خاموش رہو اور اپنے سارے کام اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو۔ پھر اپنے دل کی بات کرتے ہوئے کہنے لگے کہ تم لوگوں سے دُور جانے کو میرا دل نہیں کرتا اور ویسے بھی میں تم لوگوں میں موجود ہوتا ہوں اور تم لوگ جو بھی باتیں کررہے ہوتے ہو میں سن رہا ہوتا ہوں۔ باتیں کرتے کرتے مَیں نے اٹھ کر مٹی کے گھڑے سے ایک گلاس میں پانی لے کر پی لیا۔ جب میری آنکھ کھلی تو میری طبیعت میں ایک سکون سا تھا اور خود کو بڑا ہلکا پھلکا محسوس کررہی تھی۔

محترم سمیع اللہ صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 27اکتوبر 2010ء میں مکرم رانا محمد ظفراللہ صاحب مربی سلسلہ کے قلم سے مکرم سمیع اللہ صاحب شہید (آف گوٹھ احمدپور ضلع سانگھڑ) کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

آپ رقمطراز ہیں کہ خاکسار کی تقرری جب گوٹھ احمدپور میں ہوئی تو جس فرشتہ سیرت کے ساتھ سب سے زیادہ وقت (قریباً پانچ سال) گزارے وہ محترم سمیع اللہ صاحب شہید تھے۔ آپ بظاہر معمولی الیکٹریشن اور موٹر مکینک تھے۔ شہداد پور بازار میں دکان تھی جو بیک وقت نماز سنٹر، دفتر دعوت الی اللہ اور حلقہ شہداد پور کے احمدیوں کا مرکز تھی۔ مہمان نواز ایسے کہ کوئی بھی مرکز سے مہمان آئے، آپ فوری طور پر اس کے لئے کھانا، چائے اور جوس کا اہتمام کرتے اور اُن کی منزل تک انہیں پہنچانے کا انتظام کرکے بڑی خوشی محسوس کرتے۔

دعوت الی اللہ کا اتنا شوق تھا کہ مرکز سے مکرم حافظ مظفر احمد صاحب سانگھڑ تشریف لاتے تو آپ اپنے ڈیرہ پر جلسہ سیرت النبیؐ کا اہتمام کرتے جس میں مختلف فیکٹریوں کے مالکان اور مینیجر صاحبان، نیز وڈیروں اور اپنی دکان کے مزدوروں، چالیس پچاس مہمانوں کو دعوت دیتے۔ کرایہ پر کرسیاں منگواتے، سٹیج سجاتے، کھانے کا انتظام کرتے اور ہر قسم کا کام اپنے ہاتھ سے کرتے۔

دعوت الی اللہ کا بے حد شوق تھا اپنی دکان پر حضرت مسیح موعود کی تصویر لگائی ہوئی تھی جس کو بڑے پیار سے دیکھتے تھے۔ پھر جب ڈش کا دَور آیا تو سب سے پہلے اپنے گھر اور پھر دکان پر لگوائی۔ جب خطبہ جمعہ آتا تو سب شاگردوں کو کام بند کروا کے خطبہ سننے کے لئے بلالیتے۔ ہر روز دُور دُور سے لوگوں کو پکڑ کر کوئی نہ کوئی پروگرام سناتے۔

آپ نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی اکیلی کینیڈا چلی گئی تو تین بیٹیاں اور ایک بیٹا آپ کے پاس تھے۔ ان بچوں کو قرآن مجید سادہ اور ترجمہ سے پڑھوایا۔ ایک ہی شوق تھا کہ بچے جماعت کے ساتھ چمٹ جائیں۔ آپ کی دوسری بیوی سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہیں۔ وہ ابھی بہت چھوٹے تھے لیکن ان کو پڑھانے کی بھی بہت فکر تھی۔

مکرم رانا سلیم احمد صاحب شہید جب ناظم انصاراللہ ضلع تھے تو اکثر آپ کو ڈاک دے جاتے جو آپ متعلقہ زعماء تک پہنچا دیتے۔ مکرم مبارک احمد صاحب قائد ضلع آپ کی دکان پر کام کرتے تھے۔ وہ اکثر جماعتی کاموں کی وجہ سے کبھی مرکز کبھی ضلع کی جماعتوں کا دورہ کرتے لیکن کبھی بھی آپ نے ان کو خدمت دین سے منع نہیں کیا۔ آپ کی دکان پر ہروقت دعوت الی اللہ کا ماحول رہتا۔

آپ کے ڈیرہ کے قریب ایک گوٹھ میں ایک سخت معاند مولوی رہتا تھا جو اکثر آپ کا نام لے کر آپ کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا تھا۔ ایک دفعہ رات گئے آپ دکان سے گھر جارہے تھے کہ ایک آدمی اور اس کے ساتھ ایک عورت سڑک پر کھڑی دکھائی دیئے۔ اس کے اشارہ کرنے پر آپ نے موٹرسائیکل روک لی۔ دیکھا تو یہ وہی مولوی تھا۔ اُس نے درخواست کی کہ اُس کی بیوی بیمار ہے اور اس کو ہسپتال لے کر جانا ہے۔ آپ اُن کو موٹرسائیکل پر بٹھا کر ہسپتال کی طرف روانہ ہوئے تو مولوی صاحب نے روتے ہوئے کہا کہ آج اس وقت کوئی بھی ہوتا مجھے کبھی نہ اٹھاتا اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ وہ شخص جس کو میں روزانہ گالیاں دیتا ہوں اس کا حوصلہ کتنا ہے کہ اس نے مجھے پہچان کر پھر بھی بریک لگا لی ہے اور میری مدد کی ہے۔ بہرحال آپ نے اُس کی بیوی کو ہسپتال میں داخل کرایا پھر اس کو ساتھ لے کر میڈیکل سٹور پر آئے اور اس کو کہا کہ یہ مولوی صاحب جو دوائی لیں گے اُس کے پیسے مَیں ادا کروں گا۔ بعد میں وہ مولوی آپ کے اخلاق کا اتنا گرویدہ ہوا کہ کئی بار آپ کی دکان پر بھی آتا تھا۔ آپ اس کی تواضع کرتے اور ساتھ تبلیغ بھی کرتے تھے۔

محترم سمیع اللہ صاحب سے اگر کوئی راستہ پوچھتا تو کوشش کرتے کہ اس کے ساتھ جاکر اس کو منزل مقصود تک پہنچادیں ورنہ اتنا اچھا راستہ بتاتے کہ پھر اس کو دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آتی اور وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتا۔ یہ بات شاید آپ کے دشمنوں تک کو بھی معلوم ہوگئی تھی کیونکہ انہوں نے بھی آپ کو گولی مارنے سے پہلے کسی بستی کا پتہ پوچھا اور آپ ان کو راستہ سمجھا رہے تھے کہ دوسرے بدبخت نے آپ کے سر پر فائر کردیا جس سے آپ موقع پر ہی شہید ہوگئے۔

محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22 ستمبر 2010ء میں مکرم ندیم احمد فرخ صاحب معلم وقف جدید نے ایک مختصر مضمون میں محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کے اخلاق حسنہ پر روشنی ڈالی ہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ محترم ڈاکٹر صاحب میڈیکل کیمپ لگاتے، عام اجلاسات اور اجلاساتِ عاملہ کرواتے اور ضلع بھر کی جماعتوں کے حالات سے خوب واقف رہتے۔

ایک دفعہ خاکسار ایک جماعتی فارم پر دستخط کروانے میرپورخاص گیا اور سیدھا ہسپتال پہنچا۔ رَش بہت زیادہ تھا اور آپ راؤنڈ پر تھے۔ کچھ دیر کے بعد آپ اپنے کمرہ میں چلے گئے۔ رَش اتنا تھا کہ باری آنا مشکل معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ خاکسار نے اُن کے محافظ سے اپنا تعارف کروایا۔ اُس نے اندر جاکر بتایا تو آپ نے فوراً مجھے بلالیا، بٹھا کر پانی پلایا۔ مدّعا سنا اور دستخط کرکے فرمایا کہ مُہر مشن ہاؤس میں ہے، وہاں سے لگوالیں۔ پھر کسی کو ساتھ بھجوایا کہ مجھے مشن ہاؤس کے لئے رکشہ لے کر دیں۔ خاکسار مشن ہاؤس پہنچا تو خادم نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کا فون آیا تھا، کھانا لگوادیا ہے، آپ پہلے کھانا کھالیں، آپ فارم مجھے دیں، مَیں مُہر لگوا کے لے آتا ہوں۔ خاکسار حیران تھا کہ اتنی مصروفیت ہونے کے باوجود بھی ہر ایک کا اتنا خیال!۔ اسی لئے آپ کی شہادت پر ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب اُسی سے بے انتہا پیار کرتے تھے۔ کبھی کوئی تکان یا پریشانی بھی آپ کے چہرہ کی مسکراہٹ نہ چھین سکی تھی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6/اگست 2010ء میں شائع ہونے والی مکرمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

عشق کے مکتب میں پڑھتے ہیں وفاؤں کا نصاب
لکھتے رہتے ہیں لہو سے اپنے کچھ رنگین باب
کیسی رنگینی لئے ہے اہلِ دل کی ہر کتاب
بخت پہ اپنے بہت نازاں ہوا رُودِ چناب
اس کے پہلو میں جمی ہیں محفلیں ابرار کی
ہیں رقم اس کی زمیں میں داستانیں پیار کی

میری اس دنیا کے ہر خورد و کلاں کی خیر ہو
مے کدے کی خیر ہو پیرِ مغاں کی خیر ہو
کارواں کی خیر میرِ کارواں کی خیر ہو
خیر ربوہ کی سدا ہو قادیاں کی خیر ہو
دل کے دامن پہ یہ موتی صدق کے جڑتے رہیں
ہم کبھی ماندہ نہ ہوں آگے قدم بڑھتے رہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
June 27, 2014 – July 3, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday June 27, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-ul-Hadith
01:00	Yassarnal Quran
01:30	Opening Ceremony Address at Khadeeja Mosque: Recorded on October 16, 2008.
02:15	Japanese Service
03:10	Tarjamatul Quran Class: Recorded on July 3, 1997.
04:15	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 150
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Quran
06:50	Opening Ceremony Address at Al-Mehdi Mosque: Recorded on November 7, 2008.
08:20	Rah-e-Huda
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30	Dars-e-Hadith
12:00	Live Friday Sermon
13:20	Dua-e-Mustajaab
14:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:15	Yassaral Quran
14:40	Shottor Shondhane
15:55	Noor-e-Mustafwi
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Opening Ceremony Address at Al Mehdi Mosque[R]
19:35	Real Talk
20:30	Deeni-o-Fiqahi Masail
21:05	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday June 28, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:30	Yassarnal Quran
00:55	Opening Ceremony Address at Al Mehdi
02:15	Friday Sermon: Recorded on June 27, 2014.
03:25	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 151.
06:00	Tilawat & Dars-e-Ramadhan
06:30	Al Tarteel
07:00	Ijtema Lajna Imaillah UK: Recorded on October 14, 2012.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time
08:55	Question And Answer Session: Recorded on June 15, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Recorded on June 27, 2014.
12:20	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Blessings and Importance of Ramadhan
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Ijtema Lajna Imaillah UK [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda
22:30	Story Time
22:55	Friday Sermon[R]

Sunday June 29, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Ramadhan
00:55	Al-Tarteel
01:20	Ijtema Lajna Imaillah UK
02:30	Story Time
02:55	Friday Sermon: Recorded on June 27, 2014.
04:05	Blessings and Importace of Ramadhan
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 156.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40	Yassarnal Quran
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam and Atfal USA: Recorded on May 8, 2013.
08:15	Faith Matters
09:18	Question and Answer Session: Recorded on January 14, 1996.
10:25	Indonesian Service
11:30	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermn delivered on June 28, 2013.
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 27, 2014.
14:00	Shotter Shondhane
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam and Atfal USA [R]
16:15	Blessings and Importance of Ramadhan
17:00	Kids Time
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam and Itfal USA [R]
19:30	Live Beacon of Trut
20:35	Roots To Branches
21:00	Ramadhan Special
21:45	Friday Sermon [R]
22:55	Question And Answer Session: Recorded on January 14, 1996

Monday June 30, 2014

00:20	World News
00:35	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Atfal USA
02:25	Roots To Branches
02:50	Friday Sermon: Recorded on June 27, 2014.
03:50	Real talk
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 153.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:15	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
07:30	Al-Tarteel
08:00	International Jama'at News
08:35	Benefits of Ramadhan
00:10	Seerat-e-Rasool
09:45	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on April, 2014.
11:00	Dars-ul-Quran
12:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
13:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
13:30	Al-Tarteel
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Benefits of Ramadhan
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00	Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:25	Kids Time
18:50	Seerat-e-Rasool
19:25	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
20:25	Benefits of Ramadhan
22:00	Dars-ul-Quran
22:30	Malayalam Service
23:00	Tilawat

Tuesday July 1, 2014

00:00	World News
00:30	Dars-ul-Quran
02:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:21	Fajr Adhaan
02:50	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:35	Friday Sermon: Recorded on September 19, 2008.
04:45	Benefits of Ramadhan
05:20	Seerat-e-Rasool
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:15	Yassarnal Quran
07:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam and Itfa: Recorded on May 8, 2013.
08:50	Quran Quiz
09:45	Indonesian service
11:00	Dars-ul-Quran
12:15	Alif Urdu
13:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:30	Yassarnal Quran
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Ramadhan Special
15:25	Spanish Service
15:50	Alif Urdu
16:25	Real Talk
17:25	Yassarnal Quran
17:55	World News
18:10	Noor-e-Mustafwi
18:30	Friday Sermon: Arabic Translation Recorded on June 27, 2014.
19:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
20:21	Maghreb Adhaan
20:30	Ramadhan Special
22:00	Quran Quiz
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran

Wednesday July 2, 2014

00:00	World News
00:30	Dars-ul-Quran
01:35	Noor-e-Mustafwi
02:00	Ramadhan Special
02:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
03:15	Alif Urdu
03:55	Quran Quiz
04:50	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam and Atfal
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:15	Al-Tarteel: Teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:45	MTA Variety
08:45	Real Talk
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 11, 1998.
13:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
13:25	Al-Tarteel
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Deeni-O-Fiqahi Masail
16:05	Kids Time: A children's programme teaching various prayers, hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
16:40	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
17:25	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Seerat-e-Rasool
19:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:35	Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
21:05	Dars-ul-Quran [R]
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Thursday July 3, 2014

00:00	World News
00:20	Dars-ul-Quran
01:50	Seerat-e-Rasool
02:45	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:30	MTA Variety
04:25	Fiqahi Masail
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:10	Yassarnal Quran
07:40	Beacon of Truth
08:45	Ramadhan Q&A
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 4, 1998
12:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:00	Yassarnal Quran
13:35	Chef's Corner
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on June 27, 2014.
15:05	Ramadhan Q&A
16:00	Maseer-e-Shahindgan
16:30	Faith Matters
17:35	Yassarnal Quran
18:05	World News
18:30	Seminar Seerat-un-Nabi
19:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran
20:20	Maghreb Adhaan
20:30	Chef's Corner
21:00	Dars-ul-Quran[R]
22:05	Beacon Of Truth
23:10	Tilawat: Recitation of the Holy Quran

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 20 June, 2014 | Issue No. 25

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2014ء

ویزبادن میں حضور انور ایدہ اللہ کا ورود مسعود۔ احباب جماعت کی طرف سے والہانہ استقبال۔ مسجد مبارک ویزبادن کی تقریب سنگ بنیاد میں مختلف سیاسی وسماجی اہم شخصیات کی شمولیت۔ حکومتی نمائندوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کی فلاحی سرگرمیوں پر خراج تحسین اور مسجد کی تعمیر پر مبارکباد اور نیک خواہشات کا اظہار

جماعت احمدیہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ دنیا میں جہاں بھی جب بھی مسجد بنی ہے وہاں پیار اور محبت کے سوتے اور چشمے پہلے سے بڑھ کر پھوٹے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مسجد بن جائے گی تو یہاں بھی پہلے سے بڑھ کر اس کا اظہار ہوگا۔

——— مسجد مبارک ویزبادن کی تقریب سنگ بنیاد کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب

میرا پیغام یہ ہے کہ اپنے خالق کو پہچانو اور مخلوق کی خدمت کرو۔ احمدی جہاں بھی جاتے ہیں محبت کا پیغام لے کر جاتے ہیں۔ اگر دنیا میں محبت اور امن پھیلانا ہے تو ہمیں لوگوں کی کمزوریوں کو نظر انداز کرنا ہوگا۔ بجائے دوسروں کی غلطیاں ڈھونڈنے کے اپنی غلطیاں دیکھنی چاہئیں۔

——— (Journal ویزبادن کی نمائندہ جرنلسٹ کی درخواست پر ویزبادن کے لوگوں کے لئے حضور انور کا خصوصی پیغام)

’خلیفۃ المسیح دنیا میں ایک تبدیلی کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کی شخصیت سے محبت جھلکتی ہے۔‘ ’مَیں خلیفہ کا جو پیغام ساتھ لے کر جارہی ہوں وہ محبت ہے۔‘ ’خلیفہ کے خطاب نے ہم پر بہت گہرا اثر کیا ہے۔‘ ’آپ کے خطاب کے الفاظ بہت اثر کرنے والے تھے۔‘ ’یہ تقریب بہت متاثر کُن تھی۔‘

——— (تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ تقریب آمین۔ مسجد مبارک ویزبادن کی تقریب سنگ بنیاد کی پریس اور میڈیا میں کوریج

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

4 جون 2014ء بروز بدھ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بج کر بیس منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک، خطوط دنیا کے مختلف ممالک سے موصول ہونے والی فیکسز اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق گیارہ بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئی۔

آج پروگرام کے مطابق 25 فیملیز کے 81 افراد اور 18 ؍افراد نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان سبھی فیملیز اور احباب نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز اور احباب جرمنی کی جماعتوں Bischofsheim, Ridstadt, Viersen, Fulda, Koblenz, Heilbronn, Groß Gerau, Rödermark, Erfelden, Herford, Mulheim, Herborn, Grünberg, Ludwigshafen, Bad Soden, Hof, Frankfurt, Zwickau Ave, Rüsselsheim, Heidelberg, Oldenburg, Wabern, Nidda, Nauheim اور Northeim سے آئی تھیں۔ اس کے علاوہ جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت کے لئے پاکستان سے آنے والی ایک فیملی نے بھی اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔

آج بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پانے والی فیملیز اور احباب میں بڑی تعداد ان لوگوں کی تھی جو اپنی زندگی میں پہلی بار اپنے آقا سے ملنے کا شرف پا رہے تھے۔ یہ سبھی اپنی اس خوش نصیبی اور سعادت پر بے حد خوش تھے کہ ان کی زندگی میں آج یہ مبارک اور بابرکت دن آیا کہ وہ اپنے آقا کے قرب میں چند گھڑیاں گزار رہے تھے اور تسکین قلب بھی حاصل کر رہے تھے اور کبھی نہ ختم ہونے والی دعاؤں کے خزانے بھی لے کر یہاں سے رخصت ہو رہے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت دوران ملاقات تعلیم حاصل کرنے والے بڑے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بجکر 40 منٹ پر ختم ہوا۔

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد میں تشریف لے آئے جہاں تقریب آمین ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 25 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

درج ذیل خوش نصیب بچے اور بچیاں اس تقریب میں شامل ہوئے:

عزیزم حزقیل احمد عباس، روشان احمد، ذیشان خان، آریان ورک، ہارون محمود، مظفر احمد فاروقی، آیان احمد، آصف اقبال، عثمان راشد کاہلوں، اریز احمد چٹھہ، پرویز اختر۔

عزیزہ عریشہ دارین احمد، مناہل بٹ، مدیحہ محمود، اقرء اعوان، ثانیہ احمد، صفیہ ساجد، بارعہ اقبال چیمہ، طوبیٰ چوہدری، ماہرہ اقبال، ثمرین احمد، صوفیہ زاہد، ایمن ورک، سلمانہ احمد، عزیزہ صبیحہ شہزاد۔

تقریب آمین کے بعد نماز ظہر وعصر کی ادائیگی میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از راہ شفقت احباب میں رونق افروز رہے۔ حضور انور نے مبلغ انچارج صاحب سے گفتگو فرمائی اور بعض امور کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ احباب جماعت شرف زیارت سے فیضیاب ہوتے رہے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

ویزبادن میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

آج پروگرام کے مطابق ویزبادن (Wiesbaden) شہر میں ’’مسجد مبارک‘‘ کے سنگ بنیاد کی تقریب تھی۔ چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کروائی اور قافلہ ویزبادن شہر کے لئے روانہ ہوا۔ فرانکفرٹ سے ویزبادن شہر کا فاصلہ 46 کلومیٹر ہے۔ پولیس کی ایک گاڑی نے بیت السبوح سے ویزبادن تک قافلہ کو Escort کیا۔ قریباً ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد سات بجے حضور انور ایدہ اللہ

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں